حُسن پرستی اور عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا علاج

(ماخوذ از روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج)

مرتب:

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

حُسن پرستی اور عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا عِلاج

(ماخوذ از روح کی بیماریاں اور اُن کا عِلاج)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد
حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب : حسن پرستی اور عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا علاج

مصنف :عارف باللہ مجد دِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۰۱ ستمبر ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجد دِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

مُقدمہ ۷
ارشاد حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۷
اِرشاداتِ باری تعالیٰ ۹
حضراتِ مشائخ کرام کا ارشاد ۱۴
حکایت ۱۴
حکایت ۱۵
احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶
ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲
بلعم بن باعورا کی عبرتناک حکایت ۲۲
عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم اور نہایت نافع ارشادات ۲۳
چشم دید عبرتناک حکایات ۲۴
حکایت.....۱ .... ۲۴
حکایت.....۲ .... ۲۵
حکایت.....۳ .... ۲۵
عشقِ مجازی کے متعلق حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۲۷
ارشاد نمبر.....۱ .... ۲۷
ارشاد نمبر.....۲ .... ۲۸
ارشاد نمبر.....۳ .... ۲۸
ارشاد نمبر.....۴ .... ۲۸
ارشاد نمبر.....۵ .... ۲۹
حکایت ۲۹
ارشاد نمبر.....۶ .... ۲۹
ارشاد نمبر.....۷ .... ۳۰
ارشاد نمبر.....۸ .... ۳۰
ارشاد نمبر.....۹ .... ۳۰

ارشاد نمبر.....۱۰ .... ۳۱
ارشاد نمبر.....۱۱ .... ۳۱
ارشاد نمبر.....۱۲ .... ۳۱
حکایت ۳۲
ارشاد نمبر.....۱۳ .... ۳۳
حکایت ۳۴
حکایت ۳۴
بعض شاعروں کو دھوکا ۳۴
حکایت ۳۵
ایک اہم انتباہ ۳۶
بدنگاہی و عشقِ مجازی کا علاج ۳۷
کلام عبرتناک برائے عشق ہوسناک ۳۸
بدنگاہی کے طبّی نقصانات ۳۹
نظم بے ثباتی حُسنِ مجاز ۴۰
فنائیت حُسنِ مجاز اور ابتری رنگِ عُشّاق ۴۱
فنائیت و بے ثباتی حُسنِ مجاز ۴۲
بیان مذمت عشقِ مجازی ۴۳
حکایت ۴۴
حکایت ۴۴
حکایت ۴۴
حکایت ۴۵
حکایت ۴۵
قلب کی حفاظت کے لیے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۴۵
حدیث ۴۶
نصیحت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ۴۶
حفاظتِ نظر کا انعام خالقِ نظر کی طرف سے ۴۹
حکایت ۵۰
حکایت ۵۵

حکایت ۵۷
اقتباس از کتاب اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم ۶۰
بدنگاہی اور عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات از تربیت سالک .. ۶۵
علاجِ بدنگاہی ۶۵
عشق کا علاج ۶۵
توبہ شکنی ۶۶
عشقِ اجنبیہ کا علاج ۶۶
حالِ عشقِ اَمرد ۶۷
علاجِ وسوسہ دیگر ۶۸
اِرشاداتِ مُرشدی ۶۹
جو بدنگاہی کے لیے عجیب النفع ہیں ۶۹
عرضِ احقر برائے حفاظتِ نظر ۷۰
شہوتِ نفسانی و بدنگاہی سے متعلق نفس کی شرارتوں کے چند نمونے مع ہدایات ۷۱
عشق کی لغوی و طبّی تحقیق ۷۹
حکایت ۸۴
مجاہدات کے خون کا سمندر ۸۵
تتمہ مضمون بدنظری و عشقِ مجازی مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار ۹۴
انعامِ خونِ تمنا ۹۷
حکایت ۱۰۱
حکایت ۱۰۲
چند اقوالِ مبارکہ بابت عشق مع الامارد ۱۰۳

نقشِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَقَالَ اللہُ تَعَالٰی اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا[1]

یہ آیت دلالت کرتی ہے عشقِ مجازی اور بد نگاہی جیسے افعال کی برائی اور قباحت پر جن کو شعرائے عشق مجاز اور اُن کے گمراہ متبعین اور جاہل صوفیوں نے بوجہ حُسن پرستی اور شہوت پرستی جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور بعض نے تو اس فعلِ حرام کو کارِ ثواب اور وسیلۂ عشق حقیقی قرار دے کر اس حرام اور باطل کے زہر کو شہد میں ملا کر اپنے مُریدوں اور شاگردوں کو فسق وفجور میں مبتلا کر دیا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ **تَمْیِیْزُ الْعِشْقِ مِنَ الْفِسْقِ** تحریر فرمایا تھا جس میں عشق مجازی کے فسق ہونے پر اور روح کے لیے عشقِ مجازی کا عذابِ الیم ہونے پر مضمون مفصل شایع ہوا تھا لیکن احقر کی نظر سے یہ رسالہ نہیں گزرا البتہ احقر نے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے ان مطبوعہ ارشادات کو خود پڑھا جس کی نقل یہ ہے:

ارشاد حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

غیر محرم عورت یا اَمرد (خوبصورت لڑکے) سے کسی قسم کا علاقہ (تعلق) رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اُس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھنا یا اُس کے پسند طبع (طبیعت کی پسند) کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ (سنوارنا) ونرم کرنا (یعنی آواز میں عورتوں کی سی لچک ونزاکت اُس کے دل کو پھسلانے کے لیے اور مائل کرنے کے لیے پیدا کرنا۔) میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو

[1] فاطر:۸

خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں (یعنی اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ کسی رسالے میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ انتھٰی کلامہٗ (اقتباس از جزاء الاعمال)

احقر مؤلف رسالہ ہٰذا عرض کرتا ہے کہ سطورِ بالا پڑھنے کے بعد احقر کے قلب میں عرصہ سے یہ تقاضا تھا کہ حضرتِ اقدس کی یہ تمنّا پوری ہو جاوے اور حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس نا اہل و ناکارہ کو اس کام کی توفیق نصیب فرمائیں۔ الحمد للہ کہ اس رسالے کی تالیف کا داعیہ قلب میں شدت سے محسوس ہو رہا ہے اور توکلاً علی اللہ اس کے مسودہ کا آغاز کر رہا ہوں، حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تکمیل فرما کر قبول و نافع فرمائیں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
بِحَقِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ
۴۔جی ناظم آباد، کراچی نمبر ۱۸

نفس کے بندے

چین اِک پَل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے پھندے

دفن کر کے جنازہ عزت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

حُسن پرستی اور عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا علاج

اِرشاداتِ باری تعالیٰ

۱) وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾[۲]

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک وصاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک وصاف کردیتا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اصلاحِ نفس کی فکر و کوشش کے ساتھ حق تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم اور اس کی رحمت کی بھی الحاح و تضرع کے ساتھ درخواست کرتا رہے تاکہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو مَنۡ يَّشَآءُ میں داخل فرمالیں اور ہماری اصلاح و تزکیہ کا اپنے فضل سے ارادہ فرمالیں اور جب حق تعالیٰ ارادہ فرمالیں گے تو ان کے ارادے کو کون توڑ سکتا ہے۔

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! اگر ہمارے قدموں پر ہزاروں نفسانی اور شیطانی مکر و فریب کے جال ہوں لیکن آپ کی عنایت اور مدد کے ہوتے ہوئے ہمیں کچھ بھی غم اور اندیشہ نہیں۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے محسن شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت الطافہم نے احقر کو ایک عریضے کے جواب میں ازراہِ کرم یہ ارقام فرمایا کہ حق تعالیٰ آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب سے مامون فرمائیں اور آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب کے توڑنے میں کمال عطا فرمائیں، آمین۔

حضرتِ اقدس کے ان دُعائیہ کلمات کو پڑھ کر جس قدر احقر کو مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس ناکارہ کے لیے حضرتِ اقدس کی جملہ دُعاؤں کو قبول فرماویں، آمین۔

---

[۲] النور:۲۱

دراصل یہ دُعا اس قدر جامع دُعا ہے جو ہر سالک کے لیے ابتدا تا انتہا اشد ضروری ہے۔

۲) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ[۳]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اِس آیت میں آنکھوں کی حفاظت اور شرمگاہ کی حفاظت کو ساتھ ساتھ بیان فرماکر یہ سبق بھی دے دیا کہ شرمگاہ کی حفاظت آنکھوں کی حفاظت پر موقوف ہے۔ جس نے آنکھوں کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا اُس کی شرمگاہ کی حفاظت خطرے میں ہے۔

۳) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَّسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾[۴]

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بُری راہ ہے۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اس آیت میں زنا کے قریب جانے کو بھی حرام فرماکر یہ سبق دے دیا کہ جو اسبابِ زنا سے قریب کرنے والے ہیں اُن سے بھی بچو کہ مقدمہ حرام کا حرام ہوتا ہے۔ اور انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ زنا کا فعل ہمیشہ اُن ہی مواقع میں ہوتا ہے جہاں اجنبی مرد کسی اجنبیہ عورت سے اختلاطِ مجالست اور ہم کلامی کرتا ہے۔ پھر نفس سے مقابلہ دشوار ہوجاتا ہے پس حق تعالیٰ نے لَا تَقْرَبُوْا فرماکر تقویٰ کی راہ کو ہم پر آسان فرمادیا۔

۴) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾[۵]

ترجمہ: اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دُنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا۔ تم مَردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو۔

۳؎ النور: ۳۰
۴؎ بنی اسرآءیل: ۳۲
۵؎ الاعراف: ۸۰-۸۱

فائدہ: اِن آیات سے حق تعالیٰ نے لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کو حرام فرمایا اور دوسرے مقامات پر ان کی سزا کا تذکرہ بھی کیا کہ اس بستی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تحت الثریٰ سے اُکھاڑا اور آسمان تک لے گئے پھر وہاں سے اس طرح گرایا کہ بالائی سطح زمین کی نیچے ہوگئی اور نچلا حصہ اُوپر ہوگیا اور پھر پتھروں کی بارش ہوئی اور ان پتھروں پر خدا کی طرف سے ایک خاص مہر لگی تھی جس سے وہ دنیا کے پتھروں سے الگ پہچانے جاتے تھے۔ اور جس کنکری پر جس مجرم کا نام لکھا تھا وہ کنکری اُس مجرم کا تعاقب کرتی تھی پس پہلے بستی کو اُلٹ دیا گیا پھر پتھراؤ کیا گیا۔

حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ چوں کہ یہ عمل اُلٹا کرتے تھے (یعنی غیر فطری عمل) پس اسی مناسبت سے اُن کی بستی اُلٹ دی گئی۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر یہ ماننے کے بجائے اپنے نبی کو ایذا دینے لگے۔ بالآخر یہ چھ لاکھ آدمی ایک دَم میں ہلاک کر دیے گئے۔ اس فعل کے مرتکبین کو سورۂ ذاریات، پارہ: ۲۷ میں مجرمین فرمایا گیا ہے۔ جب عذاب کے فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے فرشتو! تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے تو فرشتوں نے جواب دیا اِنَّآ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ [٦] ہم ایک مجرم قوم (یعنی قومِ لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں، ہم اُن پر سنگ باری کر کے اُن کو تہس نہس کرنے پر متعین ہوئے ہیں جو مجرم جس پتھر سے ہلاک ہونے والا ہے اُس پر اُس کا نام بھی لکھا ہے۔ الغرض ربِّ شدید العقاب نے ان کی سخت ناشائستہ حرکت جو ننگِ انسانیت تھی کی پاداش میں اُن پر پتھر برسائے جس سے وہ ہلاک ہوگئے اور قومِ لوط کی بستی تہہ و بالا کر دی گئی اور وَتَرَکۡنَا فِیۡهَاۤ اٰیَةً اور ہم نے اِس واقعے میں ہمیشہ کے واسطے لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی۔ چناں چہ اس سرزمین میں دفعتاً ایک بُحیرہ نمودار ہوگیا جو اسی ہولناک حادثے کی یادگار اور بُحیرہ لوط کے نام سے اب تک مشہور ہے، اس بُحیرہ کا پانی اِس قدر تلخ اور بدبودار ہے کہ ذی روح اس کو استعمال نہیں کر سکتا اور اس کے کنارے کوئی درخت بھی نہیں اُگتا۔

(از: تفسیر بیان القرآن و دیگر تفاسیر)

۵) وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ [٧]

ترجمہ: عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے پاؤں اتنی زور سے نہ رکھیں جس سے زیور کی آواز نکلے اور مخفی زینت مَردوں پر ظاہر ہو۔

---

[٦] الذّٰریٰت: ۳۲

[٧] النور: ۳۱

اِس آیت سے قبل عورتوں کو مواضعِ زینت سر اور سینہ وغیرہ کو چھپانا واجب فرما کر اِس آیت میں حق تعالیٰ نے مزید احتیاط کا حکم ارشاد فرمایا کہ بہت سے فقہا نے اِسی سبب سے عورتوں کی آواز کو سَتر میں داخل کیا ہے۔ بالخصوص جبکہ فتنے کا اندیشہ ہو تو بالکل ممنوع ہے۔ اِسی طرح خوشبو لگا کر یا مزین برقعہ پہن کر نکلنا بھی ممنوع ہے۔

۶) یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿ۚ۳۲﴾[۸]

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم نامحرم مرد سے بولنے میں جبکہ بہ ضرورت بولنا پڑے نزاکت مت کرو۔

اس سے ایسے شخص کو طبعاً خیال فاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو یعنی صرف نسبت بلا تقویٰ ہیچ ہے (اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ) جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہے تم سادہ مزاجی سے اس انداز کو مت استعمال کرو۔ بلکہ ایسے موقع پر تکلّف اور اہتمام سے اس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھاپن ہو کہ یہ طرز عفت کا محافظ ہے۔

(تفسیر بیان القرآن)

فائدہ: ان آیات سے حسب ذیل سبق ملتا ہے:

۱) عورتوں کو بوقت شدید ضرورت اگر غیر محرم مرد سے بات کرنی ہو تو پردہ کے باوجود آواز کو بھی نرم نہ ہونے دیں تکلّف اور اہتمام سے آواز کو ذرا سخت کریں جس میں لچک اور نزاکت کی ذرا بھی آمیزش نہ ہو۔

۲) جب عورتوں کے لیے یہ حکم ہے تو مَردوں کو غیر محرم عورتوں سے نزاکت والی آواز سے بولنا کب جائز ہوگا۔ لہٰذا بوقت ضرورت غیر محرم عورتوں سے بات کرتے وقت اپنی آواز کو سخت رکھنا چاہیے۔

۳) جس شخص کو عورتوں کی آواز کی نرمی اور نزاکت سے خیالاتِ فاسدہ پیدا ہوں یا عورتوں کی طرف میلان پیدا ہو تو قرآن نے اِس طمع و کشش، میلان و رغبت کو قلب کی بیماری قرار دیا ہے۔ اِس سے دَورِ حاضر کے اُن دوستوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو ٹیلی فون ایکسچینج پر

۸؎ الاحزاب:۳۲

عورتوں کو محض اِس وجہ سے ملازم رکھتے ہیں کہ اُن کی آواز سے کانوں کو لطف ملتا ہے۔ اور مَردوں کی آواز سے سمع خراشی ہوتی ہے۔

تنبیہ: خوب یاد رکھنا چاہیے بالخصوص سالکینِ طریق اور عاشقینِ حق کو کہ حظِ نفس کا نقطۂ آغاز حق تعالیٰ سے بُعد و فراق کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دشمن ایمان و دین یعنی نفس کو خوش کرنے سے ہوشیار رہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مرد سے (اگرچہ وہ اَمرَد یعنی لڑکا نہ ہو) گفتگو میں اُس کی آواز اور اُس کے نقشہ اور چہرہ اور آنکھوں سے نفس کو لطف ملنا شروع ہو فوراً اُس سے ہٹ جاوے۔ (انتھٰی کلامہٗ) کیوں کہ بعض حسین لڑکے داڑھی مونچھ کے کچھ کچھ نکلنے تک بھی اپنے اندر حُسن کا اثر رکھتے ہیں اور عشقِ مجاز کے بیماروں کو بیمار کرتے ہیں۔ پس نفس کے بیمار کو حُسنِ رفتہ کے آثار تک دیکھنے سے احتیاط چاہیے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو جس سے بھی مزہ ملے اُس سے فوراً الگ ہو جاوے کیوں کہ نفس کو ذرا بھی مزہ ملنا خطرے سے خالی نہیں۔ دشمن کو تھوڑا خوش دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ تھوڑی خوشی سے بھی نفس کو طاقت آجاتی ہے اور پھر وہ کسی بڑی معصیت میں کھینچ لے جاوے گا۔ جس طرح غیر محسوس ہلکی حرارت زیادہ خطرناک ہوتی ہے کہ آدمی اس کے علاج سے غافل رہتا ہے۔ اِسی طرح جس شخص کی طرف نفس کا ہلکا سا میلان ہو اس کی صحبت بھی نہایت خطرناک ہوتی ہے کیوں کہ شدید میلان اور شدید رغبت والی صورتوں سے تو سالک بھاگتا ہے مگر یہاں ہلکے میلان کے سبب اسے احتیاط کی توفیق نہیں ہوتی اس طرح ہلکے ہلکے زہر کو شیطان اس کی روح میں اُتارتا رہتا ہے یہاں تک کہ نفس قوی ہو کر سالک کو بڑے بڑے گناہوں کی طرف نہایت آسانی سے کھینچ لے جاتا ہے۔

گوشۂ چشم سے بھی اُن کو نہ دیکھا کرنا
نفس کا اژدہا دِلا دیکھ ابھی مَرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اِس نے اُدھر ڈسا نہیں
بھروسہ کچھ نہیں اِس نفس امّارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جاوے تو اِس سے بدگماں رہنا

یاد رکھنا چاہیے کہ حظِ نفس کا نقطۂ آغاز بُعد عن الحق کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔یعنی نفس کا کسی گناہ سے ابتدائی مرحلہ میں اگر ایک اعشاریہ سے بھی کم ہو لطف لینا حق تعالیٰ سے کسی درجہ میں دُوری کا سبب ہوتا ہے۔

حضراتِ مشائخ کرام کا ارشاد

سالک کے لیے عورتوں اور لڑکوں سے اختلاط میل جول نہایت زہرِ قاتل ہے کیوں کہ ذِکر کی برکت سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور طبیعت میں لطافت بھی بڑھ جاتی ہے پس اُنہیں حُسن کا ادراک اور احساس زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اکثر شیطان جب گمراہی کے ہر راستے سے مایوس ہو جاتا ہے تو صوفیوں کو حسین لڑکوں اور عورتوں کے چکر میں لانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے سالکین کو لڑکوں اور عورتوں سے بہت ہی احتیاط اور بہت ہی دُوری کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ اور اگر لڑکوں کی طرف یا عورتوں کی طرف بد نگاہی یا میلان شدید محسوس ہو فوراً مرشد سے رجوع کریں۔

حکایت

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے خدا! تجھ سے ملاقات کی کیا صورت ہے۔ ارشاد ہوا **دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ** اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آجاؤ۔

تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

ترجمہ: اے حافظ! تو خود ہی حجاب ہے تو ہی درمیان سے اُٹھ جا۔

۷) **يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ** ﴿۱۹﴾[۹]

ترجمہ: اور حق تعالیٰ جانتے ہیں آنکھوں کی چوریوں کو اور ان کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

فائدہ: اِس آیت سے سبق ملتا ہے کہ بد نگاہی کرتے وقت یا دل میں گناہوں کے تصورات اور خیالات سے پوشیدہ لطف لیتے وقت یہ دھیان بھی ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہماری ان بے ہودہ اور ذلیل حرکتوں سے آگاہ ہیں۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

---

۹ المؤمن:۱۹

اس استحضار اور دھیان سے ندامت وشر مندگی ہوگی اور فوراً توبہ واستغفار کی توفیق ہوگی پس یہ آیت دراصل خیانتِ عین اور خیانتِ صدر (آنکھ اور سینے کی خیانت) سے حفاظت کا اکثیر نسخہ ہے، مگر نسخہ جبھی مفید ہوتا ہے جب اس کا استعمال بھی ہو پس اس مضمون کا مراقبہ اور دھیان دل میں بار بار جمانا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور وہ ہماری بدنگاہی کی اِس ذلیل حرکت سے آگاہ ہیں اور اِسی طرح دل میں جو بے ہودہ شہوت کے خیالات سے اور حسینوں کے تصورات سے خیالی پلاؤ کا حرام لطف لیا جارہا ہے اُس سے بھی حق تعالیٰ مطلع اور آگاہ ہیں۔ اور پھر حق تعالیٰ کے غضب، قدرت، قہر وانتقام کو سوچا جاوے، ان شاء اللہ تعالیٰ اِس استحضار کی مشق سے اور ہمت و دُعا سے دونوں خیانتوں کا ترک آسان ہوجاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف مراقبہ، ذِکر اور وظیفوں سے یہ بیماری نہیں جاتی۔ یہ چیزیں تو معین ہیں اصل کام ہمّت اور ارادہ سے ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دُعا سے حاصل ہوتی ہیں۔

حکایت

ایک طالب علم نے حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں حُسن سے بے حد متأثر ہوتا ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور مجھے حسینوں سے نگاہ بچانے کی طاقت نہیں۔ حضرت نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے پس حسینوں کو دیکھنے کی آپ کو طاقت ہے تو لامحالہ آپ کو نہ دیکھنے کی بھی طاقت حاصل ہے۔ یعنی جس فعل کو آدمی کر سکتا ہے وہ اس فعل کو نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ یہ عقلی مسلمات سے ہے۔

۸) اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾[۱۰]

ترجمہ: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک شخص سے اُن کے افعال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

۹) اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿۱۴﴾[۱۱]

ترجمہ: بے شک آپ کا ربّ نافرمانوں کی گھات میں ہے۔

---

[۱۰] بنی اسرآءیل: ۳۶

[۱۱] الفجر: ۱۴

احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(اقتباس اور اختصار کے ساتھ)

١) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیر عورت کی طرف دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، اور شہوت انگیز باتیں سننا جو زنا کی رغبت پیدا کریں یہ کان کا زنا ہے، اور زبان سے غیر محرم عورتوں سے گفتگو کر کے خوش ہونا یہ زبان کا زنا ہے، اور ہاتھوں سے نامحرم عورتوں یا خوبصورت لڑکوں کو چھونا یہ ہاتھ کا زنا ہے، اور پاؤں سے اُن کی طرف چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے، اور دل تو حرام کاری کی آرزو اور چاہ کرتا ہے اور شرمگاہ اس چیز کی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔[١٢]

اعضا کی سرحدوں کی حفاظت ہی سے دل کا دارالخلافہ بھی محفوظ ہوگا، جس ملک کا بارڈر محفوظ نہیں اُس کا ہیڈ کوارٹر بھی محفوظ نہیں۔

٢) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو اور اگر بضرورت بیٹھنا ہی ہو تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظریں نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی بھلی بات کا حکم دینا اور بُرائیوں سے روکنا۔[١٣]

٣) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچانک نظر کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اِصْرِفْ بَصَرَكَ[١٤] اپنی نگاہ کو پھیر لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچانک نظر معاف تو ہے مگر اس نظر کو جمانا حرام ہے، فوراً اس اجنبیہ یا لڑکے سے نظر کو پھیر لینا چاہیے۔

٤) حضرت اُمِ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ حضرت عبد اللہ ابن اُمِ مکتوم نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اُن کو آتے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پردہ کرو۔ عرض کیا کہ

---

١٢ صحیح البخاری: ٩٢٢/٢، ٩٢٣ (٦٢٧٥)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظہریۃ

١٣ صحیح البخاری: ٣٣٣/١، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا، المکتبۃ المظہریۃ

١٤ سنن ابی داؤد: ٢٩٢/١، باب ما یؤمر بہ من غض البصر، ایچ ایم سعید

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں کہ نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم کو پہچان سکتے ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو اور کیا تم اُن کو دیکھ نہیں رہی ہو؟؟!!۔[۱۵]

امام زہری کہتے ہیں کہ اگر نابالغ اور کمسن لڑکی ہو لیکن اُس کی طرف دیکھنے سے خواہش پیدا ہوتی ہو تو اُس کے کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں۔

۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجنبی عورتوں سے بچو۔ایک آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔[۱۶]

شوہر کے حقیقی بھائی کو دیور کہتے ہیں۔اور شوہر کے ہر قریبی رشتہ دار کا بھی یہی حکم ہے جیسے شوہر کے چچازاد بھائی وغیرہ ان لوگوں سے سخت احتیاط کا حکم ہے۔

۶) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر یہ کہ اُس کا وہاں محرم بھی موجود ہو۔[۱۷]

مسئلہ: کسی نامحرم عورت یا کسی خوبصورت لڑکے کے پاس تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں اور بالخصوص اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

۷) لَا تَنْظُرُوْا اِلَى الْمُرْدَانِ فَاِنَّ فِيْهِمْ لَمَعَةً مِّنَ الْحُوْرِ[۱۸]

ترجمہ: بے ریش لڑکوں کی طرف نظر مت کرو کیوں کہ اُن کے حُسن میں حوروں کی جھلک ہے۔(جس سے قلب کو کشش ہوتی ہے اور اُس سے اندیشہ فتنہ کا ہوتا ہے)

فائدہ: بعض بے علم یا بددین صوفیوں اور نقلی دُرویشوں نے بے ریش لڑکوں سے محبت اور شہوت پرستی کو شغل عیش بنا رکھا ہے اور بعض نے ذریعہ قربِ الٰہی سمجھ رکھا ہے۔لڑکوں سے شہوت

---

[۱۵] جامع الترمذی: ۲/۱۰۶، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال، ایچ ایم سعید

[۱۶] صحیح البخاری: ۲/۷۸۷(۵۲۴۷)، باب یقل الرجال ویکثر النساء، المکتبۃ المظھریۃ

[۱۷] صحیح البخاری: ۲/۷۸۷(۵۲۴۸)، باب لا یخلون رجل بامرأۃ الا ذو محرم، المکتبۃ المظھریۃ

[۱۸] مسند احمد/کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی: ۲/۴۲۴(۲۹۹۷)، مکتبۃ العلم الحدیث

پرستی گناہِ کبیرہ اور حرام ہے لیکن حرام فعل کو ذریعہ قربِ الٰہی سمجھنا تو سخت ضلالت اور کفر ہے۔

۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ [۱۹]

ترجمہ: سب سے زیادہ خوف جو میں اپنی اُمت پر کرتا ہوں وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔

۹) حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَمِلَ قَوْمَ لُوْطٍ [۲۰]

ترجمہ: جس شخص نے قومِ لوط کا عمل کیا وہ ملعون ہے۔ (خدا کی رحمت سے دُوری کو عربی میں لعنت کہتے ہیں)

۱۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قومِ لوط والے عمل کے فاعل و مفعول پر دیوار گرا کر ہلاک کر دیا۔

۱۱) حق تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا ایسے شخص کی طرف جس نے کسی مرد کے ساتھ بد فعلی کی یا اپنی بیوی کے پائخانے کے مقام سے شہوت پوری کی۔ [۲۱]

۱۲) ایک جوان شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زنا کی اجازت دی جاوے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا کہ اگر تمہاری ماں سے کوئی زنا کرے تو کیا معلوم ہو گا؟ عرض کیا نہایت مکروہ و ناگوار ہو گا اور سخت غیرت آئے گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا: تمہاری خالہ زندہ ہے، کیا: تمہاری پھوپھی زندہ ہے، کیا: تمہاری ہمشیرہ زندہ ہے اور ہر ایک کے ساتھ آپ نے اُس کی والدہ والا معاملہ پیش فرمایا اور اُس نے ہر ایک کے معاملے میں اظہارِ ناگواری اور اظہارِ غیرت کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ بھی تم زنا

---

۱۹ جامع الترمذی: ۲/۲۷۰، باب ما جاء فی حد اللوطی، ایچ ایم سعید

۲۰ جامع الترمذی: ۲/۲۷۰، باب ما جاء فی حد اللوطی، ایچ ایم سعید

۲۱ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۳۱۳، کتاب الحدود، ایچ ایم سعید

کی خواہش کروگے وہ کسی کی ماں ہوگی یا کسی کی خالہ یا پھوپھی یا بہن ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سینے پر ہاتھ مار کر یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ[۲۲]

ترجمہ: یا اللہ! اس کے گناہ معاف فرما اور اس کے قلب کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

پھر اُس شخص نے کہا کہ اس کے بعد مرتے دَم تک زنا کا وسوسہ بھی کبھی نہ آیا۔

۱۳) حضرت عُکاف رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کرفس ایک عبادت گزار شخص تھا۔ کسی سمندر کے کنارے تین سو سال تک اِس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتا رات کو نماز میں قیام کرتا۔ پھر ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو جانے کے سبب حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور سب عبادت کو ترک کر دیا۔ پھر حق تعالیٰ نے اُن کو خلاصی عطا فرمائی اُس بلا سے اُن کے بعض عمل کی برکت سے اور توجہ فرمائی اور معاف فرما دیا۔ پھر مخاطب سے فرمایا: اے عُکاف! تم نکاح کرلو وَاِلَّا فَاَنْتَ مِنَ الْمُذْبِرِیْنَ ورنہ تو خسارے میں ہوگا۔ اسی طرح حدیث کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ وَاَرَاذِلُ مَوْتَاکُمْ عُزَّابُکُمْ

ترجمہ: تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بدون بیوی کے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں بُرے لوگ وہ ہیں جو بدون بیوی کے تھے۔

اور عُکاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح نہ ہونے کے سبب شیطان کا بھائی فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ صالحین پر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار عورتیں ہیں۔[۲۳] (پھر حضرت عُکاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا)۔

فائدہ: اِس حدیث میں نکاح کی ترغیب ہے اور نکاح نہ کرنے کے فتنوں کا ذکر ہے۔ لیکن نکاح سے مجبور لوگوں کے لیے دوسری روایت میں علاج روزہ مذکور ہے۔

۲۲؎ شعب الایمان للبیہقی: ۳۶۲/۴-۳۶۳، (۵۴۱۵)، باب فی تحریم الفروج وما یجب من التعفف عنہا، المکتبۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲۳؎ کنز العمال: ۲۷۷/۱۶، (۴۴۴۴۹)، کتاب النکاح، باب فی الترغیب فیہ، مؤسسۃ الرسالۃ

۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مسکین ہے، وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وَاِنْ کَانَ کَثِیْرَ الْمَالِ اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو۔ پھر فرمایا: وہ عورت مسکینہ ہے جس کا شوہر نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا وَاِنْ کَانَتْ کَثِیْرَۃَ الْمَالِ اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو؟ ارشاد فرمایا اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو۔[۲۴]

۱۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دُنیا پونجی ہے اور دُنیا کی بہترین دولت نیک عورت ہے۔[۲۵]

۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے صرف حُسن کو دیکھ کر یا صرف مال دیکھ کر نکاح نہ کرو کیوں کہ ہو سکتا ہے حُسن اُس کو بُرائی کی طرف لے جاوے اور مال اُس کو سرکش اور بدتمیز کردے۔ پس نکاح میں دین کو مقدم رکھو۔ یعنی دین دار عورت سے نکاح کرو۔[۲۶]

۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الْاِیْمَانِ فَلْیَتَّقِ اللہَ فِیْ نِصْفِ الْبَاقِیْ[۲۷] جس شخص نے نکاح کرلیا اُس نے بے شک نصف ایمان مکمل کرلیا اور نصف باقی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

فائدہ: نکاح سے دل کو سکون رہتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے۔ بس ہمت اور تقویٰ کا اہتمام رکھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں (یعنی اُس کا سامنا اور اُس کا پیچھا دونوں دل کو اور ایمان کو خراب کرتا ہے) پس جب کسی شخص کی نظر کسی عورت پر پڑ جاوے اور اس کا خیال آئے تو اپنی اہلیہ سے صحبت کرلے اس عمل سے اُس کے نفس کا بُرا تقاضا دفع ہو جاوے گا۔[۲۸]

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں اِنَّ الَّذِیْ مَعَھَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَھَا یعنی جو تمہاری بیوی کے پاس ہے وہ بھی مثل اُس چیز کے ہے جو اُس اجنبیہ کے پاس ہے۔

---

۲۴ المعجم الاوسط:۳۴۸/۶،(۶۵۸۹)،باب المیم،من اسمہ محمد،دار الحرمین،القاھرۃ
۲۵ صحیح مسلم:۴۷۵/۱،باب الوصیۃ بالنساء،ایچ ایم سعید
۲۶ جمع الفوائد:۵۷۱
۲۷ کنز العمال:۲۳۵/۱۶،(۴۴۴۳۳)،کتاب النکاح،باب فی الترغیب فیہ،مؤسسۃ الرسالۃ
۲۸ جمع الفوائد،صفحہ:۸۷۱

۱۹) مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ وَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ[۲۹]

ترجمہ: جو شخص عاشق ہوا اور اپنے عشق کو چھپایا اور عفیف رہا (یعنی نہ آنکھ سے دیکھتا ہے، نہ ہاتھ سے خط لکھتا ہے، نہ پاؤں سے جاتا ہے اس کی گلی میں، نہ دل میں قصداً اُس کا خیال لاتا ہے) اور اِس ضبط و گھٹن سے مر گیا تو وہ شہید ہے۔

۲۰) اَلنِّسَآءُ حَبَآئِلُ الشَّيْطَانِ لِاَنَّهٗ يَصْطَادُ بِهِنَّ الرِّجَالَ وَيَجْعَلُهُنَّ اَسْبَابًا لِّاِغْوَائِهِمْ[۳۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں شیطان کی جال ہیں (حبائل کے معنیٰ پھندا اور جال) یعنی شیطان عورتوں کے ذریعے سے مَردوں کا شکار کرتا ہے۔

۲۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ[۳۱]

حدیثِ قدسی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل فرمایا۔

ترجمہ: نظر شیطان کے تیروں میں سے زہریلا تیر ہے جو شخص میرے خوف سے باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیر لے میں اُس کے بدلے اُس کو ایسا پختہ ایمان دے دوں گا جس کی لذت کو وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

۲۲) جب تم میں کوئی دیکھے کسی حسین عورت کو اور وہ اُس کو اچھی معلوم ہو پس اُس کو چاہیے اپنی بیوی کے پاس چلا آوے یعنی اُس سے صحبت کرے۔ فَاِنَّ الْبُضْعَ وَاحِدٌ وَّمَعَهَا مِثْلُ الَّذِيْ مَعَهَا[۳۲] کیوں کہ شرمگاہ دونوں جگہ ایک ہی سی ہے اور بی بی کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جیسی اُس اجنبی عورت کے پاس ہے۔

---

[۲۹] کنز العمال: ۳۷۲/۳ (۷۰۰۰)، حرف العین، منها العشق، مؤسسة الرسالة

[۳۰] مصنَّف ابن ابی شیبة: ۱۶۹/۱۹ (۳۵۶۹۴)، کلام ابن مسعود من کتاب الزهد، مؤسسة علوم القرآن

[۳۱] کنز العمال: ۳۲۸/۵ (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا و الخلوة بالاجنبية، مطبوعة: مؤسسة الرسالة- المستدرك للحاكم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)

[۳۲] کنز العمال: ۳۲۶/۵ (۱۳۰۵۴)، باب فی انواع الحدود، مؤسسة الرسالة

ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی نظر کو ہر چیز میں صرف حاجت روائی کے درجے تک منحصر رکھنا چاہیے اور لذّت کے درجے کے درپے نہ ہو کیوں کہ لذّت کی کوئی حد نہیں۔ پس جو اس کے درپے ہو گا اُس کو کبھی تشویش سے نجات نہ ہو گی، اور جو شخص حاجتِ نفس پر کفایت کرے گا جس وقت حاجت پوری ہو جاوے گی، اُس کو سکون ہو جاوے گا۔ پِس اجنبیہ کی فَرْج کو اپنی بی بی کی فَرْج پر کوئی افزونی نہیں اور دونوں میں فرق کرنا محض شیطان کا مُلمع ہے۔ یہ تقریر حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس کو حضرتِ اقدس حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف جلد ثالث میں نقل فرمایا ہے۔

بلعم بن باعورا کی عبرتناک حکایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک عالم مقتدا جس کا نام بلعم بن باعورا ملک شام بیت المقدس کے قریب کنعان کا رہنے والا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ جب غرقِ فرعون اور فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کا حکم ملا تو جبارین خائف ہوئے اور جمع ہو کر بلعم بن باعورا کے پاس آئے اور دُعا کی درخواست کی کہ ہمارے مقابلے سے حق تعالیٰ اُن کو واپس فرمادیں۔

بلعم بن باعورا کو اسمِ اعظم معلوم تھا اُس کے ذریعے جو دُعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔ بلعم نے کہا کہ افسوس کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اُن کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں میں اُن کے خلاف کیسے بد دُعا کر سکتا ہوں، اِس سے تو میرا دین اور میری دُنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ اُن لوگوں نے جب بے حد اصرار کیا تو بلعم نے کہا اچھا میں حق تعالیٰ سے اِس نوع کی دُعا کی اجازت لیتا ہوں۔ اُس نے کوئی عمل یا استخارہ کیا جواب میں اُس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرے۔ اُس نے قوم کو بتلایا کہ مجھے بد دُعا کرنے سے روک دیا گیا۔ اُس وقت قومِ جبارین نے بلعم کو بڑا ہدیہ پیش کیا جو در حقیقت رشوت تھی اُس نے ہدیہ قبول کر لیا۔ پھر اُس قوم کے لوگ اُس کے پیچھے پڑ گئے اور اُس کی بیوی نے بھی مشورہ دیا کہ رشوت قبول کر لو پس وہ بیوی اور مال کی محبت میں اندھا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف بد دُعا کرنا شروع کی۔

اُس وقت قدرتِ الٰہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ جو کچھ وہ کلماتِ بددُعا نکالتا وہ کلمات جبارین کے لیے نکلتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نکلتے ہی نہ تھے۔ پس قوم جبارین کے لوگ گھبرا گئے اور چلّا اُٹھے کہ تو ہمارے خلاف بددُعا کر رہا ہے۔

بلعم نے کہا میں کیا کروں میری زبان میرے اختیار سے باہر ہوگئی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُس قوم پر تباہی آئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اُس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی۔ اِس عذاب کا قرآنِ حکیم میں ذکر ہے:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ [۳۳]

پس بلعم کا حال ایسا ہے جیسے کتا کہ اُس پر بوجھ لادو تو ہانپنے لگے اور اگر چھوڑ دو تو بھی ہانپے۔ پھر بلعم نے کہا کہ اے میری قوم! اب تو میری دُنیا اور آخرت تباہ ہوگئی مگر ہم تمہیں ایک چال بتاتے ہیں جس کے ذریعے تم موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے لشکر پر غالب آسکتے ہو۔ وہ چال یہ ہے کہ تم اپنی حسین لڑکیوں کو مزین کر کے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو یہ لوگ مسافر ہیں گھروں سے مدّت کے نکلے ہوئے ہیں اِس تدبیر سے اگر یہ حرام کاری میں مبتلا ہوگئے تو اُن پر قہر وعذاب نازل ہوگا اور پھر یہ قوم فاتح نہیں ہوسکتی۔ بلعم کی یہ شیطانی چال اُن کی سمجھ میں آگئی اور اِس تدبیر سے بنی اسرائیل کا ایک شخص فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت روکا مگر نہ مانا جس کے نتیجے میں بنی اسرائیل پر طاعون کا سخت عذاب آیا اور ستّر ہزار اسرائیلی مرگئے۔ بعد ازاں جس شخص نے بُرا کام کیا تھا اُس جوڑے کو قتل کر کے منظرِ عام پر ٹانگ دیا کہ سب لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور سب نے توبہ کی اُس وقت یہ عذاب رفع ہوا۔[۳۴]

عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم اور نہایت نافع ارشادات

(مع تشریحات از مؤلف)

۱) عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ روح دُنیا ہی میں نہایت بے سکون اور پریشان ہو جاتی ہے، نیند حرام ہو جاتی ہے ہر وقت اُسی معشوق کا خیال ستاتا ہے، نہ موت نہ زندگی۔ اہلِ دوزخ کے بارے میں ارشاد ہے:

۳۳؎ الاعراف: ۱۷۶

۳۴؎ تفسیر ابن کثیر: ۶/۴۵۴، الاعراف (۱۷۶)، مؤسسة قرطبة

لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿ؕ۱۳﴾ [۳۵]

نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ موت وحیات کے درمیان کیا ہی بُری کشمکش کی زندگی ہوگی۔ دوزخ جو مجرمین کی جگہ ہے اُس کے آثار و علامت دُنیا ہی میں اُن مجرمین اور گناہ گاروں پر کرب وتکلیفِ روحانی اور امراضِ جسمانی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ہے ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے
اُسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

اِس شعر کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس حسین سے وصال ہوا تو عاشق حرص سے اس قدر مادۂ منویہ ضایع کردیتا ہے کہ اکثر بالکل نامرد ہوجاتا ہے پھر حکیموں کی خوشامد کرتا ہے اور کشتۂ سنکھیا کھانا پڑتا ہے، اور اگر نہ اچھا ہوا تو سنکھیا کھا کر خودکشی کرتا ہے، اور اگر فراق ہی ہمیشہ رہا تو بھی تڑپ تڑپ کر کُتّے کی موت مرتا ہے۔ اِسی سبب سے حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ان آتشی رخوں پر نظر اچانک پڑجاوے تو ان کے رخساروں کی سُرخی کو آگ سمجھ کر رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھو ؎

دیکھ مت اِن آتشی رخوں کو تو زنہار
پڑھ رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

چشم دید عبرتناک حکایات

حکایت.....۱

احقر نے ایک شاعر خوش گلو دوکاندار کو دیکھا کہ نہایت پریشان اور دوکان پر خاک برس رہی ہے نہ صفائی ہے نہ مال کا اسٹاک ہے۔ بال پاگلوں جیسے بکھرے، آنکھیں زیادہ جاگنے سے خشک، بے رونق اور اندر کو دھنسی ہوئی۔ احقر کو دیکھ کر اُس نے دوکان کے اندر بُلایا اور کہا کہ میں بہت پریشان ہوں، دوکان ختم ہورہی ہے کسی کام میں جی نہیں لگتا ؎

کیا جی لگے گا اُس کا کسی کاروبار میں
دِل پھنس گیا ہو جس کا کسی زُلفِ یار میں

[۳۵] الاعلیٰ: ۱۳

رات بھر نیند نہیں آتی، دوکان کی تباہی سے بال بچوں پر فاقے کی نوبت ہے، خدا کے لیے کسی اللہ والے کے پاس لے چلو جہاں سکون حاصل ہو۔ احقر نے عرض کیا آخر بات کیا ہے، سببِ پریشانی تو بتاؤ۔ کہا کہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پھر احقر کا پاکستان آنا ہو گیا معلوم نہیں اُس غریب کا کیا حشر ہوا۔

ہر عشقِ مجازی کا آغاز بُرا دیکھا
انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

حکایت.....۲

ایک زمیندار کا لڑکا ہونّق صورت۔ جھاڑو پھرا چہرہ ذِلّت کے ساتھ ایک دواخانے میں دوا کوٹ رہا تھا۔ اُس کے باپ کو دیکھا کہ بھنگی کی طرح میلے پھٹے کپڑے میں بھیک مانگ رہا ہے۔ مقامی دوستوں نے بتایا کہ یہ باپ نہایت امیر تھا۔ سنگاپور ملایا کی آمدنی سے لاکھوں روپیہ اس کے پاس موجود تھا لیکن اس کا یہ نالائق لڑکا جو دوا کوٹنے کی ملازمت کر رہا ہے عشقِ مجازی کا شکار ہوا، پکڑا گیا، خوب جوتے لگے، جیل میں گیا۔ تمام آمدنی اور زمینداری اس لڑکے کو جیل سے چھڑانے میں ختم ہو گئی اب دونوں باپ بیٹے اور اس کے گھر والے ذِلّت اور محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں۔

حکایت.....۳

ایک ڈاکٹر کا لڑکا انجینئرنگ کی ڈگری لندن سے لے کر احقر کے پاس آیا اور بتایا کہ میں لندن میں عشقِ مجازی کا شکار ہوا اور بالکل نامَرد ہو چکا ہوں علاج کیا مگر نفع نہ ہوا۔ باپ نے شادی کی، عورت نے ایک ہفتہ کے اندر میری نامردی سے مایوس ہو کر طلاق لے لی اور اب منہ چھپائے گھر کے اندر رہتا ہوں ہر طرف سے موت نظر آرہی ہے مگر موت بھی نہیں آتی۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخی کو ہر طرف سے موت آتی نظر آئے گی مگر وہ مرنے نہیں پائے گا۔

۲) لڑکوں کے عشق میں عورتوں کے عشق سے زیادہ شدید ظلمت ہوتی ہے کیوں کہ عورت کسی وقت میں بعد نکاح حلال ہو سکتی ہے۔ اور مَرد کسی مَرد کے لیے کبھی بھی حلال نہیں ہو سکتا اس وجہ سے اس کی ظلمت نہایت شدید ہوتی ہے۔

۳) کسی چھوٹے بچے یا کسی چھوٹی بچی کی طرف بھی اگر نفس کا میلان ہو اور جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر گود میں لے کر اُسے پیار کرے تو شہوت محسوس ہو پس اُس کو دیکھنا اور چھونا بھی حرام ہے۔

۴) فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو جاتے ہیں۔

۵) جس شخص کے چہرے اور آنکھوں کی بناوٹ سے اور گفتگو سے نفس کو لذّت ملے اور میلان خفیف بھی محسوس ہو اُس سے فوراً ہٹ جانا چاہیے۔

۶) جب کسی صورت سے شغف اور عشق میں ابتدا ہوتا ہے تو اِس قہر و عذابِ الٰہی کو تمویہ کہتے ہیں اور شیطان اُس صورت کو حقیقت سے کئی گنا زیادہ کر کے اُس کو حسین دکھاتا ہے حتیٰ کہ اُس کی آنکھوں میں سو تیر و کمان نظر آتے ہیں لیکن جب گناہ کرلیتا ہے تو وہی حسین صورت مکروہ اور بد صورت اور ذلیل معلوم ہوتی ہے، یعنی گناہ سے قبل جو معیار حُسن کا اُس میں نظر آرہا تھا وہ باقی نہیں رہتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ وہ شیطان کی طرف سے تصرف اور شعاعِ انعکاسیہ شیطانیہ کا تجمل تھا۔

صد کمان و تیر درجے ناوکے

جب کسی صورت کے ساتھ شغف وابتلا سے نجات حاصل ہو جاوے تو اِس کو تنبیہ کہتے ہیں۔

گر نماید غیر ہم تمویہ اوست
در رود غیر از نظر تنبیہ اوست

ترجمہ: جب غیر اللہ کی محبت کا غلبہ ہو تو یہ امتحان ہے اور جب غیر سے نجات حاصل ہو جاوے اور غیر نظر سے جاتا رہے تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے۔

تشریح: حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اِس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب انسان کو کسی صورت کی طرف میلان ہو جاتا ہے اور وہ صورت دل میں اُتر جاتی ہے تو وہ زبان سے اگرچہ لاحول اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرتا ہے لیکن چوں کہ یہ عاشق دل کو اُس صورت کے حصول کی حدیث نفس سے خالی نہیں کرتا اور عزم و ہمت کے ساتھ خالی کرنا بھی نہیں چاہتا بس اِس کا وہ حال ہوتا ہے۔

سبحہ بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

پس یہ عدم خلوص سبب ہو جاتا ہے عدم تاثیر استعاذہ کا (یعنی اخلاص کے ساتھ اُس صورت کو

چھوڑنا نہیں چاہتا پس وظیفہ کا اثر اِس عدم اخلاص سے اُس پر نہیں ہوتا۔ ورنہ حق تعالیٰ کی شان تو یہ ہے: یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ اور وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی مضطر کی دُعا کو قبول فرماتے ہیں جب وہ دُعا مانگے، اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ضرور ضرور ہم اپنے راستے اُس کے لیے کھول دیتے ہیں۔

پس کسی صورت کے استحسان کا ضرورت سے زائد مستحسن معلوم ہونا کہ عقل اور دین میں نقصان اور اختلال پیدا ہونے لگے تمویہ کہلاتا ہے اور اِس سے نجات حاصل ہونا حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کہلاتا ہے۔ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اِس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ احقر بھی اِس وقت ایک تمومیہ میں ابتلا ہے اور ایک تنبیہ کی استدعا ہے اے اللہ! رحم و کرم فرما اور اے ناظرین! آپ بھی میرے لیے دُعا کریں کہ ہر تمویہ سے نجات حاصل ہو اور نجات کے بعد حفاظت اور موت کے بعد مغفرت کی دُعا کریں۔ اَللّٰھُمَّ نَجِّ اَشْرَفَ عَلِیْ وَاحْفَظْ اَشْرَفَ عَلِیْ وَاغْفِرْ لِاَشْرَفَ عَلِیْ۔

(کلید مثنوی، دفتر ششم، صفحہ: ۲۲۵،۲۲۶)

نوٹ: اللہ والوں کا امتحان اور اُن کی تمویہ کو ہرگز اپنے اُوپر قیاس نہ کرنا چاہیے ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر

البتہ عبرت حاصل کرنی چاہیے اور خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اپنے تقویٰ و تقدس پر کبھی ناز نہ کرے اور حق تعالیٰ سے حفاظت اور پناہ مانگتا رہے۔

عشقِ مجازی کے متعلق حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

از: مثنوی رومی

ارشاد نمبر.....۱

کودکے از حُسن شد مولائے خلق
بعد پیری شد خُرف رسوائے خلق

ترجمہ و تشریح: جو لڑکا کم سنی میں اپنے حُسن کے سبب سردارِ خلق بنا ہوا ہے یعنی ہر شخص اُس کو دیکھ کر کہتا ہے آؤ بادشاہ، آؤ میرے چاند، اے میرے دل و جان کے مالک! وغیرہ وغیرہ جب یہی لڑکا بوڑھا ہو کر آوے گا تو یہی مخلوق اُس کو ذلیل اور کھوسٹ سمجھے گی۔

احقر کا شعر ہے۔

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

ارشاد نمبر.....۲

ہمچو اَمرد کز خدا نامش دہند
تا بدیں سالوس در دامش کنند

ترجمہ و تشریح: مثل حسین لڑکے کے کہ عاشق مجاز اُس کے حُسن سے متأثر ہو کر اُس کو اپنا آقا کہتے ہیں اور بعض خدائے حُسن کہتے ہیں تا کہ اِس تعریف اور خوشامد سے اُس کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھانس لیں۔

ارشاد نمبر.....۳

چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
ننگ دارد دیو از تفتیش او

ترجمہ و تشریح: لیکن جب وہ حسین لڑکا اسی بدنامی اور معشوقیت کی رسوائی کے ساتھ کچھ دن میں داڑھی مونچھ والا ہو جاتا ہے تو اُس کے تمام عشاق اُس کو دیکھ کر اِدھر اُدھر کھسک جاتے ہیں اور اُس کی کم سنی میں جو آگے پیچھے اُس کی خدمت میں پھرتے تھے اب شیطان کو بھی اُس کی خیریت اور مزاج پُرسی سے شرم آتی ہے۔

ارشاد نمبر.....۴

چوں رود نور و شود پیدا دُخاں
بفسرد عشق مجازی آں زماں

ترجمہ و تشریح: جب داڑھی مونچھ آجانے سے چہرے کا حُسن جاتا رہا اور دھواں ظاہر ہوا (جیسا کہ داڑھی مُنڈانے کے باوجود رُخساروں پر ہلکی سیاہی سی ظاہر رہتی ہے) تو عشقِ مجازی کا بازار وہیں ٹھنڈا اور سرد ہو کر رہ جاتا ہے۔

ارشاد نمبر.....۵

وعدہ ہا باشد حقیقی دلپذیر
وعدہ ہا باشد عشق مجازی تا سہ گیر

ترجمہ و تشریح: حق تعالیٰ کے وہ وعدے جو مومنین کے لیے دیدار اور جنت کے ہیں ان سے اولیائے کرام اور مومنین کاملین کے ارواح اور قلوب کس درجہ پُر سکون اور اطمینان کی لذّت سے سرشار ہیں لیکن جن کو شیطان عشقِ مجازی اور حُسن فانی پر جو کچھ ملمع سازی کی عارضی چمک دَمک دکھا کر بے وقوف بنالیتا ہے اُن کے دلوں کا غم اور اُن کی پریشانیاں اِس قدر واضح ہیں کہ خود عاشق مجاز اُس سے نالاں ہیں۔

حکایت

ایک سیاہ فام عاشقِ مجاز ڈاکٹر میرے مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کانپور میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت رات بھر نیند نہیں آتی ایک عالمِ اضطراب طاری ہے۔ احقر نے دل میں سوچا کہ عشقِ مجازی قہرِ الٰہی ہے، دیکھو بے چارہ کس طرح تڑپ رہا ہے۔ اور اللہ والے کیسے مطمئن اور خوش ہیں کہ ان کو اپنے محبوبِ حقیقی سے کبھی فراق ہی نہیں۔

ارشاد نمبر.....٦

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر
باشد ایں ہنگامہ ہر دَم گرم تر

ترجمہ و تشریح: اِسی سبب کہ دُنیا کے معشوقوں کا حُسن عارضی ہوتا ہے کچھ ہی دن میں اُن کے عاشقوں کے بازار کا ہنگامہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اپنی آنکھوں سے حُسنِ رفتہ کے کھنڈرات اور ویرانیوں کو دیکھ کر ایامِ رفتہ کے رائیگاں جانے پر آہ سرد کھینچتے اور کفِ افسوس ملتے ہیں، اور برعکس عشاقِ حق چوں کہ غیر فانی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذات کی محبت میں سرگرم ہیں اِس لیے اُن کے بازارِ محبت کا ہنگامہ گرم تر رہتا ہے۔

ارشاد نمبر.....۷

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

ترجمہ و تشریح: اہل اللہ کے تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ ہمیشہ اُن کی روح پر باقی رہے گا اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی محبت کی لذت سے اُن کی روح سرشار اور پُر کیف رہے گی حتٰی کہ جنت میں پہنچ کر ہمیشہ کے لیے لطف و عیش کی زندگی پائیں گے۔

ارشاد نمبر.....۸

رنگِ شک رنگِ کفران و نفاق
تا ابد باقی بود بر جانِ عاق

ترجمہ و تشریح: اِسی طرح شک اور کفر اور نفاق کا رنگ بھی ہمیشہ نافرمانوں کی جانوں پر باقی رہے گا حتٰی کہ اگر بدون توبہ مریں گے تو دوزخ تک یہ رنگ اُن کو لے جاوے گا۔

ارشاد نمبر.....۹

عشق را باحیؒ باقیوم دار
عشق بامُردہ نباشد پائیدار

ترجمہ و تشریح: اے لوگو! عشق تو صرف اُس زندہ حقیقی اور قیوم سے کرو جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے تو تمہیں بطریق اولیٰ سنبھالے رہے گا۔ اور جو خود مرنے والے ہیں اُن پر مرنے سے کیا پاؤ گے۔ مُردوں کے ساتھ عشق پائیدار نہیں رہتا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دَم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے
نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بُتاں نہیں ہوتا

ارشاد نمبر.....۱۰

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء
یافتند از عشق او کاروکیا

ترجمہ: عشق اُس ذات پاک سے اختیار کرو کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے جس کے فیضِ عشق سے دونوں جہاں میں عزت پائی۔

ارشاد نمبر.....۱۱

عشق زندہ در رواں و در بصر
ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

ترجمہ: حق تعالیٰ کا عشق اُن کے عاشقوں کی رگوں میں لہو کے ساتھ رواں ہے اور اُن کی آنکھوں سے اُن کے نورِ باطن کا عکس معلوم ہوتا ہے۔

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
اُن کی جھلک بھی تھی مِری چشم پُر آب میں
جو نکلی آہیں تو حور بن کر، جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پُر آب میں ہے

پس عاشقانِ حق ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تازہ و تر اور خوش ہیں۔ عشق باقی کی خوشی باقی اور عشق فانی کی خوشی فانی۔

ارشاد نمبر.....۱۲

عشق ہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ و تشریح: جو عشق رنگ وصورت پر ہوتا ہے تو صورت و رنگ کے فنا کے بعد صرف شرمندگی باقی رہ جاتی ہے اور عشق ختم ہوجاتا ہے۔

گیا حُسن خوباں و دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حکایت

ایک مُرید کسی بزرگ کے یہاں خدا کی محبت سیکھنے گئے شیخ کی ایک خادمہ پر اُن کی نظر پڑ گئی۔ شیطان کو صوفیوں کی بڑی فکر ہوتی ہے کہ اِن کا راستہ خراب کرو ورنہ یہ اللہ والا ہو گیا تو ایک جہاں کو اللہ والا بنادے گا۔ پس شیطان نے زہرِ عشق والے تیر کو اُس خادمہ کی آنکھوں سے اُس مُرید کے دل میں پیوست کر دیا۔ وہ خادمہ اللہ والی تھی تقویٰ کی برکت سے اُس مُرید کے آنکھوں کی ظلمت کو اُس نے محسوس کر لیا۔

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو لڑکا حسین متقی ہو گا اُس کو اگر بُری نظر سے کوئی دیکھتا ہے تو اُس کی ظلمت بد نگاہی کو اُس کا نورِ باطن ادراک کر لیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اُس خادمہ نے اُس کی خیانتِ چشم کی ظلمت کو محسوس کر لیا اور اُس کی بد نگاہی کا قصہ شیخ سے نقل کیا۔ اللہ والے کسی کو رُسوا نہیں فرماتے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بد نگاہی کر کے آیا۔ آپ نے نورِ باطن سے اُس کی آنکھوں کی ظلمت محسوس کر کے فرمایا کہ کیا حال ہو گا ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ پس وہ سمجھ گیا اور اُس نے توبہ کی اور تمام اہلِ مجلس پر اُس مسلمان کی پردہ پوشی بھی رہی۔

پس اُس شیخِ کامل نے اُس مُرید کو کچھ نہیں کہا اور خفیہ تدبیر سے اُس کے علاج کی کوشش شروع کر دی، دُعا بھی کی اور تدبیر کے طور پر اُس خادمہ کو مسہل دے دیا اور جس قدر دست آئے سب کو ایک طشت میں جمع کراتے رہے جب دستوں کی کثرت سے اُس خادمہ کی شکل خوفناک اور بدصورت ہو گئی تو اُس مُرید کے سامنے پیش کیا۔ اُس مُرید نے حُسن کی ویرانیاں دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ پھر شیخ نے فرمایا اے شخص! تو اگر اِس پر عاشق تھا تو اب کیوں منہ پھیرتا ہے اور اِس کے بدن سے تو صرف دستوں کا یہ مجموعہ جو اِس طشت میں ہے کم ہوا ہے صرف اِسی پائخانہ کے بدن سے نکل جانے کے سبب تیرا عشق ٹھنڈا پڑ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ تو اِسی پائخانہ پر عاشق تھا کیوں کہ اِس خادمہ کے جسم سے تو اور کوئی چیز نہیں نکلی سوائے پائخانے کے۔ پس مُرید شرمندہ ہوا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا توبہ کی توفیق ہوئی اور کام میں لگ گیا۔ اور جن کو توبہ نصیب نہیں ہوتی وہ مرتے وقت یہ کہتے ہیں ؎

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے سر پر دَھر چلے
واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے سمجھانے کو لے دفتر چلے

اُس کے دستوں سے حُسن کے زوال پر احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

حُسن جب مسہل سے پھیکا پڑ گیا عشق کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا
شیخ نے طالب کی پھر اصلاح کی اور کہا کہ کیا ہوئی وہ عاشقی
خادمہ کے جسم سے کیا کم ہوا دیکھ کر کیوں آج تجھ کو غم ہوا
جسم سے کیا چیز رخصت ہوگئی جس سے تجھ کو اتنی نفرت ہوگئی
شیخ نے پھر طشت دِکھلایا اُسے جمع جس میں خادمہ کے دست تھے
اور کہا کہ دیکھ اے طالب اِسے صرف یہ نکلا ہے اِس کے جسم سے
پس ترا معشوق یہ پاخانہ تھا تو اِسی کا آہ بس دیوانہ تھا
خادمہ سے عشق تجھ کو تھا اگر اب وہ کیوں جاتا رہا اے بے خبر
طالبِ حق ہو گیا بس منفعل اپنی غلطی سے ہوا بے حد خجل
رستگاری نفس کی زنجیر سے پاگیا مرشد کی اک تدبیر سے

ارشاد نمبر.....۱۳

ایں نہ عشق است آنکہ در مردم بود
ایں فساد از خوردن گندم بود

ترجمہ و تشریح: حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی آدمی کا رنگ و صورت سے عشق کرنا دراصل عشق نہیں بلکہ فسق ہے اور یہ سب فساد گندم کھانے کا ہے، یعنی خدائے پاک کھانے کو دے رہے ہیں اِس لیے یہ بدمستی سوجھ رہی ہے اگر خدائے پاک کھانے کو نہ دیں تو سب عاشقی ناک کے راستے نکل جاوے۔

حکایت

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ دمشق میں عشق بازی اور حُسن پرستی کی بیماری عام ہوگئی تو حق تعالیٰ کی طرف سے قحط کا عذاب آیا اور بھوک کی تکلیف سے لوگ مرنے کے قریب ہونے لگے۔ تو بعض لوگوں نے اُن عشق بازوں سے کہا کہ بتاؤ! روٹی لاؤں یا آپ کا معشوق لاؤں؟ تو اُن عاشقوں نے کہا کہ معشوق کو ڈالو چولہے بھاڑ میں ہمیں تو روٹی لادو کہ زندگی خطرے میں ہے۔

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

حضرت سعدی اس واقعے کو اس شعر میں بیان فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایسی قحط سالی ہوئی کہ یار لوگ بس روٹی کے غم میں عشق ہی بھول گئے۔

حکایت

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص کو بدنگاہی کی عادت تھی ایک عالم بزرگ نے اِس فعلِ خبیث سے منع فرمایا۔ کہنے لگا: اجی حضرت! میں تو حسینوں میں خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا ہوں۔ اُن بزرگ نے ایسا جواب دیا کہ دن میں تارے نظر آ گئے۔ فرمایا اپنی ماں کی شرمگاہ میں خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ تو کس قدر طول و عرض کے ساتھ ایسے تنگ راستے سے برآمد ہوا ہے۔ بس ایسالاجواب ہوا کہ دَم بخود رہ گیا۔

بعض شاعروں کو دھوکا

بدنگاہی کے خبیث اور نصِ قطعی سے حرام فعل کے متعلق شیطان نے بعض شاعروں کو یہ پٹی پڑھائی کہ پاک نظر سے دیکھنا جائز ہے جب تک نظر ناپاک نہ ہو حسینوں کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور اپنی اِس حُسن پرستی کے جواز میں یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

ہر بوالہوس نے حُسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

اِس شعر سے بدنظری کی گنجایش نکالنا دراصل خود اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔ بات یہ ہے کہ

ایک عرصے تک کسی حسین کو دیکھتے رہنے سے اگرچہ اس کے وصال کی صورت بھی نہ ہو۔ بعض لوگوں کو گندے خیالات نہیں آتے لیکن اُن کی آنکھوں کو زنا کا لطف آتا رہتا ہے اور یہ نادان سمجھتا ہے کہ میری یہ نظر پاک ہے اور اس کی محبت کو بھی پاک سمجھتا ہے لیکن شیطان دراصل اس کو بُدھو اور بے وقوف بنائے ہوئے ہے اور اسی طرح آہستہ آہستہ اس کی محبت کا (سلو پائزن) ہلکا زہر اس کے دل میں غیر شعوری طور پر پیوست کرتا رہتا ہے اور جب زہرِ عشق پورا اُتر جاتا ہے تب اس کے بغیر چین نہیں آتا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کو اس قدر مخفی عشقِ مجازی ہوتا ہے کہ خود اس عاشق کو بھی احساس نہیں ہوتا اور زندگی بھر پتا نہیں پاتے۔ لیکن جب وہ معشوق مر جاتا ہے تب قلب میں سوزش اس کی جدائی کی محسوس ہوتی ہے ایک محقق شیخ ایسے شخص کو اس وقت تنبیہ کرتا ہے کہ توبہ کرو یہ تعلق غیر شعوری طور پر اس اجنبیہ یا اَمرد سے تھا جس کے انتقال کے بعد اِس کا ظہور اور انکشاف ہوا۔ اسی طرح بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ میری نظر پاک ہے یا میری محبت پاک ہے میں اِس حسین سے کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتا۔ بس اُس کے ساتھ وقت گزارتا ہوں تو واضح رہے کہ یہی حسین اگر تنہائی میں اس کے پاس رات گزارے پھر دیکھیں اپنے نفس کے ہنگاموں اور زلزلوں کو کہ کس طرح اس کے ساتھ منٹوں میں نیت بُری ہوتی ہے۔ نیت خراب ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔

ابلیس نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت حَسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا تھا کہ ایسے جلیل القدر ولی بھی اگر تنہائی میں کچھ وقت گزاریں تو میں ان دونوں کا تقویٰ توڑ دوں۔ اسی سبب سے اجنبیہ اور اَمرد کے ساتھ تنہائی حرام ہے۔

حکایت

ایک بوڑھے آدمی نے جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ذاکر شاغل تھے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے ایک حسین لڑکے سے محبت ہے۔ آج کل وہ ناراض ہے کوئی وظیفہ بتائیے کہ وہ راضی ہو۔ بعض لوگ ایسے بھولے اور سادے ہوتے ہیں کہ اُنہیں اپنی بیماری کا علم نہیں ہوتا۔

حضرتِ اقدس حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ خدا کے لیے اپنے حال پر رحم کیجیے اور توبہ کیجیے۔ یہ عشق و تعلق تو حرام ہے۔ غیر خدا سے دل لگانا اور تصوف و سلوک طے کرنا یہ دونوں متضاد ہیں۔

ہم خدا خواہی وہم دُنیائے دوں
ایں خیال ست و محال ست و جنوں

بس بڑے میاں کی آنکھیں کھل گئیں اور توبہ کی۔

ایک اہم انتباہ

پیری میں شہوت تو کمزور ہو جاتی ہے لیکن حرص بڑھ جاتی ہے اور نفس سے مقابلے کی طاقت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ اِسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ بوڑھے آدمی کو زیادہ احتیاط سے رہنا چاہیے اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ بوڑھا سمجھ کر اپنی بیٹی یا لڑکا اُس کے پاس تنہائی میں نہ رہنے دیں جیسے نادان لوگ جاہل پیروں کے سامنے اپنی جوان لڑکی کو پیش کرکے کہتے ہیں کہ یہ تو آپ کی لڑکی ہے اس سے کیا پردہ۔ خدا بچائے ایسے شیاطین پیروں سے جو نامحرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں تک دبواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا نفس تو فنا ہو چکا احتیاط کی ضرورت اُسے ہے جس کا نفس زندہ ہو۔ اِن جاہلوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو نابینا صحابی سے پردہ کا حکم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ سے بات چیت فرماتے اور عورتوں کو بیعت کے وقت اُن کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑنے کے بجائے کوئی چادر ہاتھوں میں پکڑا کر بیعت فرماتے، تو ان جاہلوں کا نفس کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ پاک ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ! یہ زندقہ اور الحاد و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

بعض لوگ خدا اور رسول سے تو محبت کرنا چاہتے ہیں مگر آزادی کے ساتھ، اتباعِ قانونِ شریعت سے گھبراتے ہیں۔ یہ عجیب محبت کا دعویٰ ہے کہ محبوب کے دستور سے گھبراتے ہیں۔ ایک بزرگ خود فرماتے ہیں ؎

اگر آزاد ہم ہوتے خدا جانے کہاں ہوتے
مبارک عاشقوں کے واسطے دستور ہو جانا

احقر نے شعرائے عشقِ مجاز کی اصلاح سے متعلق کچھ اشعار اپنی کتاب ''محبتِ الٰہیہ'' میں شایع کیے تھے اُس کا اقتباس یہاں بھی تحریر کرتا ہوں ؎

دُنیائے دوں ہے خوابِ پریشاں لیے ہوئے　سرمست عشق ہے غمِ جاناں لیے ہوئے
برباد زندگی جو تھی عشقِ مجاز میں　آئی ہے موت مژدۂ حرماں لیے ہوئے
معلوم ہوگی عارض و گیسو کی حقیقت　ناداں مگن ہے خارِ مغیلاں لیے ہوئے
غافل ہے آخرت سے اگر خبط شاعری　بے کار خوش ہیں داد کا ساماں لیے ہوئے
قرآں میں اجازت ہے اگر شعر و سخن کی　اعمال نیک ذِکر اور ایماں لیے ہوئے
کوئی بھی ہو جو سیرتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دُور ہو　اک جانور ہے صورتِ انساں لیے ہوئے
دھوکا نہ دے مجھے کہیں دُنیائے بے ثبات　آئی خزاں ہے رنگِ بہاراں لیے ہوئے
اظہارِ سخت کوشی الفاظ ہیچ ہے　جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیماں لیے ہوئے
مدِّنظر تو شاعری اخترؔ نہیں مجھے　کہتا ہوں میں ہدایت قرآں لیے ہوئے

بد نگاہی و عشقِ مجازی کا علاج

(منظوم از مؤلف)

اے خداوند جہانِ حُسن و عشق　سخت فتنہ ہے مجازی حُسن و عشق
غیر سے تیرے اگر ہو جائے عشق　عشق کیا ہے در حقیقت ہے فِسق
عشق با مردہ ہے تیرا اک عذاب　راستے کا ہے یہ تیرے سدّ باب
حکم ہے اس واسطے غضِ بصر　تا ہو زہرِ عشق سے دل بے خطر
بدنگاہی مت سمجھ چھوٹا گناہ　دل کو اک دَم میں کرتی ہے تباہ
بدنگاہی تیر ہے ابلیس کا　زہر میں ڈوبا ہوا تلبیس کا
ہوگئے کتنے ہلاک اِس راہ میں　کھو کے منزل گر گئے وہ چاہ میں
چند دن کا حُسن ہے حُسنِ مجاز　چند روزہ ہیں فقط یہ ساز باز
عاشق و معشوق کل روزِ شمار　رُوسیہ ہوں گے بہ پیش کرد گار

غیر حق کا دل سے جب نکلے گا خار — دل میں ہوگی چین و لذّت کی بہار
عشقِ حق سے میں رہوں بس جامہ چاک — دردِ دل سے لوں میں اُس کا نام پاک
عشق سے اپنے تو دل کو طور کر — نور سے اخترؔ کا دل معمور کر

کلام عبرتناک برائے عشق ہوسناک

(از مؤلف)

وہ زلف فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں — دُمِ خَر بن گئی پیری سے وہ اِس دارِ فانی میں
جو غمزہ شہرۂ آفاق تھا کل خوں فشانی میں — وہی عاجز ہے پیری سے خود اپنی پاسبانی میں
سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسن فانی میں — ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں
ہماری موت روحانی ہے عشقِ حُسن فانی میں — حیات جاوداں مضمر ہے دل کی نگہبانی میں
جو عارض آہ رشکِ صد گلستاں تھا جوانی میں — وہ پیری سے ہے ننگ صد خزاں اس باغِ فانی میں
جو ابرو اور مژگاں قتل گاہ عاشقاں تھے کل — وہ پیری سے ہیں اب مژگانِ خر کیچڑ روانی میں
محبت بندۂ بے دام تھی جس روئے تاباں کی — زوالِ حُسن سے نادم ہے اپنی جاں فشانی میں
وہ نازِ حُسن جو تھا زینتِ شعر و سخن کل تک — وہ اب پیری سے ہے محصور کیوں ریشہ دوانی میں
کہاں کا پردۂ محمل کہاں کی آہِ مجبوری — وہ بُت پیری سے رسوا ہے غُبارِ شتر بانی میں
شبابِ حُسن کی رعنائیاں صبح گلستاں ہے — مگر انجامِ گلشن دیکھ شام باغبانی میں
اگر ہے عشق تو بس عشقِ حیّ لایزل باقی — محبت عارضی ہوتی ہے عشقِ حسدِ فانی میں
وہ جانِ نغمہ عُشاق اور جانِ غزل گوئی — ہے پیری سے گُل افسردہ وہ بہارِ شعر خوانی میں
ہزاروں حُسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں — مگر عُشاقِ ناداں مبتلا ہیں خوش گمانی میں
نہ کھا دھوکا کسی رنگینیٔ عالم سے اے اخترؔ — محبت خالقِ عالم سے رکھ اِس دارِ فانی میں

فائدہ: عاشقانہ مزاج والوں کے لیے کسی ایسے بزرگ کی صحبت میں رہنانہایت مفید ہوتا ہے جو والہانہ اور عاشقانہ عبادت اور ذکر کرتا ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ یعنی بازی لے گئے مُفَرِّد لوگ۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہ مُفَرِّد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ جو خدائے پاک کا والہانہ ذکر کرتے ہیں۔

(از فضائلِ ذکر حضرت شیخ الحدیث)

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ اہلِ محبت کو اہلِ محبت سے مناسبت ہوتی ہے۔ دیوانوں کی کسی دیوانے کے ساتھ اچھی گزرتی ہے۔

جی چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

بد نگاہی کے طبّی نقصانات

مثانہ کمزور ہو جاتا ہے جس سے پیشاب کے قطرے یا مذی کے قطرے آتے رہتے ہیں اور وضو اور نماز میں مشکل پیدا ہو جاتی ہے، نیز بد نگاہی کے مریضوں کو اکثر جریان کی شکایت ہو جاتی ہے، کیوں کہ خیالات کی گندگی اور بد نگاہی سے منی پتلی ہو کر پیشاب کے ساتھ یا کثرتِ احتلام کی صورت میں ضایع ہونے لگتی ہے جس سے دماغ کی کمزوری، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا، کمر میں درد، پنڈلی میں درد، سر میں چکر، آنکھ کے سامنے اندھیرا آنے لگنا، سبق یاد نہ ہونا یا یاد ہو کر جلد بھول جانا، کسی کام میں دل نہ لگنا، غصہ کا بڑھ جانا، نیند کم آنا، ہمت اور ارادے کا پست ہو جانا۔ چوں کہ منی ایک قیمتی سرمایہ ہے اِس کے ضایع ہونے سے ان علاماتِ مذکورہ کا ظاہر ہونا ایک فطری اور ضروری امر ہے۔ لٰہذا طالب علموں کو نوجوانی میں بہت ہی اہتمام سے بُری صحبت اور بد نگاہی سے بچنا چاہیے۔

مرقد میں ہم نے دیکھا اخترؔ ہزار کیڑے
چپٹے ہوئے تھے اُن کو کل تک جو مہ جبیں تھے

حُسنِ فانی کے عاشقوں کی بہار چند روزہ ہوتی ہے۔

بہارِ حُسنِ صورت سے جو عاشق زندہ ہوتا ہے
وہ تبدیلِ بہارِ رنگ سے شرمندہ ہوتا ہے
جمالِ سیرت و معنیٰ سے جو تابندہ ہوتا ہے
تو لطف زندگی بھی اُس کا پھر پایندہ ہوتا ہے

شبِ زفاف کی لذت کا شور سُنتے تھے
گزر کے تھی وہ شب منتظر بھی افسانہ
بزیرِ سایۂ غضِ بصر ہے چین اسے
نگاہِ عشق حسینوں سے اور مضطر ہے

❖❖❖❖

نظم بے ثباتی حُسنِ مجاز

(از مؤلف)

سوائے تیرے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یارب جدھر بھی جاؤں
کسے غمِ جان و دل سُناؤں کسے میں زخمِ جگر دکھاؤں

یہ دُنیاوالے تو بے وفا ہیں وفا کی قیمت سے بے خبر ہیں
پھر ان کو دل دے کے زندگی کو جفا سے آہنگ کیوں بناؤں

جو خود ہی محتاج ہیں سراپا غلام اُن کا بنوں تو کیوں کر
غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں

یہ مانا ہم نے چمن میں خوش رنگ گل سے بلبل ہے مست و شیدا
بھلا نشیمن جو عارضی ہو، تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں

مجھے تو اخترؔ سکونِ دل گر ملا تو بس اہلِ دل کے دَر پر
تو اُن کے دَر کو میں اپنا مسکن صمیمِ دل سے نہ کیوں بناؤں

راہ چلتے ہوئے اگر بدنگاہی ہوئی تو دل کے نور نکلنے اور دل کے پریشان رہنے کا وبال

آتا ہے۔ لیکن اگر کسی نامحرم عورت یا حسین لڑکے پر ایسی جگہ بدنگاہی ہوتی ہے جس کا رات دن آنا جانا اور قریب رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو پھر اس کے عشق کے فتنے میں مبتلا ہو کر گناہِ کبیرہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے لہٰذا ایسی جگہ سے فوراً دُور ہو جانا واجب ہے یا احتیاط سخت کرنا لازم ہے ؎

سوائے ذکرِ خدا اور اولیاء کے تئیں
کسی نے چین نہ پایا کبھی زمانے میں

تم جس کو دیکھتے ہو گناہوں سے شادماں
زیر لب خنداں ہیں ہزاروں الم نہاں

یاد کرنا تھا کسے کس کو کیا
کام تیرے قبر میں آئے گا کون

(اختر)

فنائیت حُسنِ مجاز اور ابتری رنگِ عُشّاق

جہان رنگ و بو میں رنگ گوناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہلِ رنگ و بو کا حالِ رنگ ابتر تھا

نظام رنگ و بو سے ہو کے جو مافوق رہتا تھا
اُسی مست خدا کا رنگ ہر دَم رنگ خوشتر تھا

بعض عاشقینِ مجاز نے احقر سے اپنی پریشانی اور نیند کی کمی، دل کی بے سکونی کا ذکر کیا ہے۔ احقر نے اُنہیں ذکر اللہ بتادیا اور اُس معشوق سے ملنے جلنے کو منع کر دیا۔ چند دن بعد آکر کہا کہ اب تو خوب نیند آتی ہے اور نہایت سکون کی زندگی ہے۔ ذاکر حق کی شان یہی ہوتی ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلادیا

عشق مجاز کا علاج دراصل یہی ہے کہ اُسے عشقِ حقیقی سے تبدیل کر دیا جاوے، اور خدا کا عشق ذکر اللہ کے التزام اور اہل اللہ کی صحبت کے اہتمام سے عطا ہوتا ہے ؎

دوستو! دردِ دل کی مسجد میں
درد دل کا امام ہوتا ہے

دردِ محبت کا مبتلا جب کسی اللہ والے کی صحبت پاتا ہے تو پھر اُس کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اور اُس کی شان یہ ہو جاتی ہے، اشعارِ مؤلف ؎

پا کے صحبت تیری اے مست جمالِ ذوالجلال
ہو گیا روشن مرا مستقبل و ماضی و حال

روح را باذاتِ حق آویختہ
دردِ دل اندر دُعا آمیختہ

ترجمہ: اللہ والے اپنی روح کو حق تعالیٰ کی ذات سے لٹکائے ہوئے ہیں اور اپنے دردِ دل کو اپنی دُعاؤں میں شامل کیے ہوئے ہیں۔

تارکِ لذّاتِ حرام کو عام مخلوق محرومِ لذّت سمجھتی ہے مگر ان کی شان یہ ہے کے حق تعالیٰ کے تعلق سے عظیم راحت دل میں محسوس کرتے ہیں ؎

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی ہے جسے خلق
دل میں ہے وہی عیش کا دریا لیے ہوئے

کوئی عاشقِ مجاز جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور سلوک طے کرتا ہے تو اُس کا دل نہایت درد بھرا دل ہوتا ہے اور بہت جلد اللہ تعالیٰ کے راستے کو طے کرلیتا ہے اور حفاظتِ نظر و حفاظتِ قلب کے مجاہدے کی برداشت کو بزبانِ حال یوں کہتا ہے ؎

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

فنائیت و بے ثباتی حُسنِ مجاز

رات دن کے مشاہدات ہیں کہ بعض طبائع اور بعض قلوب حُسن سے بے حد متأثر ہوتے ہیں اور فطری طور پر ایک عاشقانہ مزاج لے کر پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ قیمتی امانت محبت کی اور یہ قیمتی سرمایہ عشق کا اور یہ درد بھرا دل بڑے کام کا ہوتا ہے جب یہ اپنے مالک اور خالقِ حقیقی پر کسی اللہ والے سے فدا ہونا سیکھ لیتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق ست تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

میں سینے میں ایسا دل رکھتا ہوں جو عشقِ الٰہی کے جواہر پاروں کا خزانہ ہے تو آسمان کے نیچے مجھ سے زیادہ صاحبِ دولت کون ہوگا۔ اور اس قیمتی سرمایۂ محبت کو ان فانی حسینوں پر قربان کرکے دراصل دونوں جہاں کی زندگی کو تباہ کرنا ہے کیوں کہ دُنیا میں عاشق مجاز کو تمام عمر تڑپ تڑپ کے جینا ہوتا ہے۔

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق
بڑی کشمکش میں رہی جانِ عاشق

چمن میں تابِ روئے گل اگر دیکھا تو کیا دیکھا
اگر تھا دیکھنا تو دیکھتے بلبل کی بے تابی
(اختر)

اور آخرت یوں تباہ ہوئی کہ غیر اللہ سے دل لگانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ سے دل غافل ہوجاتا ہے اور عبادت کی حلاوت سلب ہوجاتی ہے دل تباہ ہوجاتا ہے۔

دل گیا رونق حیات گئی

بیان مذمت عشقِ مجازی

(از حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

جہاں اے برادر نماند بکس
دل اندر جہاں آفریں بندوبس

ترجمہ: اے بھائی دُنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی مرتے ہی سب چھوٹ جاتے ہیں پس دل کو جہاں کے خالق سے باندھ لے۔

چوں آہنگ رفتن کند جانِ پاک
چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک

ترجمہ: جب روح دُنیا سے رخصت ہوتی ہے تو کیا تخت شاہی پر مرنا اور کیا خاک پر مرنا سب برابر ہوجاتا ہے۔

ہر کہ دل پیش دلبرے دارد
ریش در دست دیگرے دارد

ترجمہ: جو شخص اپنا دل کسی دلبر کو دیتا ہے دراصل اپنی داڑھی کی عزت دوسرے کے ہاتھ میں دیتا ہے۔

حکایت

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حسین کے چہرے پر داڑھی نکلنے کے بعد دریافت کیا ارے بھائی! چاند پر چیونٹیاں کیوں جمع ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے حُسن کے زوال پر ماتمی لباس میں ہے۔

مگر بماتم حُسنم سیاہ پوشید ست

حکایت

ایک بزرگ عالمِ دین نے فرمایا کہ کسی حسین کے ساتھ خلوت پرہیز گاری کے باوجود بھی حرام ہے۔ نیز اگر اُس حسین کے فتنے سے بچ بھی جاوے گا تو بدگویوں اور بدگمانیوں سے نہ بچ سکے گا یعنی لوگ تہمت سے بدنام کرتے رہیں گے۔

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِهٖ
فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمٖ

ترجمہ: اگر انسان اپنے نفس کی شرارت سے بچ بھی جاوے تو مخلوق کے بُرے گمان سے نہیں سلامت رہ سکتا۔

حدیث میں وارد ہے کہ موضعِ تہمت سے بچو۔

(گلستان)

حکایت

ایک بزرگ کسی دامنِ کوہ میں مقیم تھے دوستوں نے کہا شہر کیوں نہیں آتے؟ فرمایا کہ شہر میں پری رو کثرت سے رہتے ہیں اور جہاں کیچڑ زیادہ ہوتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے۔ یہ واقعہ حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد دمشق میں ایک حسین طالب علم سے بیان فرمایا اور اُس سے رخصت ہو گئے۔ جبکہ اُس نے درخواست کی تھی کہ آپ

چند دن قیام فرمائیں تاکہ ہم آپ کے علوم سے مستفید ہوں۔ آپ نے اُس جگہ قیام کو اپنے دین کے لیے مضر خیال فرما کر ہجرت فرمائی۔ پس یہ عاشقانِ مجاز کے لیے نہایت اہم سبق ہے کہ اتنے بڑے شیخِ کامل ہو کر کس قدر احتیاط فرماتے تھے۔

(گلستان)

حکایت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھاتے تھے تو اُن کے حسین ہونے کے سبب اُن کو پیچھے پشت کی جانب بٹھاتے تھے۔ جب داڑھی نکل آئی اور چراغ کی روشنی کے سائے میں اُن کی داڑھی نظر آئی تو حکم دیا اب سامنے آجاؤ۔ اللہ اکبر! اولیاء اللہ کی کیا شان ہوتی ہے اور کس درجہ وہ نفس کے شر سے محتاط ہوتے ہیں۔

حکایت

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرۂ تصنیف میں جب تفسیر بیان القرآن تحریر فرما رہے تھے کہ مولانا شبیر علی صاحب نے ایک لڑکے کو کسی کام سے بھیجا۔ حضرت والا اُس لڑکے کو دیکھتے ہی حجرے سے باہر آگئے اور اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب سے فرمایا کہ خبردار! میرے پاس تنہائی میں کسی لڑکے کو مت بھیجا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اب میرے اِس عمل سے ان لوگوں کو سبق مل جاوے گا جو مجھے بزرگ اور حکیم الامّت اور کیا کیا سمجھتے ہیں۔ (یعنی جب میں اِس قدر احتیاط کرتا ہوں تو اُن کو کس قدر محتاط ہونا چاہیے۔)

قلب کی حفاظت کے لیے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ایں دیدہ شوخ میبرد دل بکمند

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ بند

ترجمہ: ان شوخ نگاہوں سے دل سینے سے نکل جاتا ہے پس اے سالکینِ طریقت! اگر تم چاہتے ہو کہ دل سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی مخلوق کو نہ دو تو ان حسینوں سے آنکھیں بند رکھو۔ یعنی نگاہ نیچی رکھو۔

حدیث

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی !اچانک نظر کے بعد دوسری نظر سے مت دیکھو کہ پہلی اچانک نظر معاف ہے اور دوسری جائز نہیں۔

نصیحت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کہ سعدی راہ و رسم عشق بازی
چناں داند کہ در بغداد تازی

اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ گشتے
حدیث عشق زیں دفتر نوشتے

دلا آرمے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

فرماتے ہیں کہ سعدی عشق بازی کی راہ ورسم سے اس طرح واقف ہے جیسا کہ بغداد کے لوگ عربی گھوڑوں کو پہچانتے ہیں حتیٰ کہ اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ ہوتے تو بیانِ عشق میرے دفترِ عشق سے کرتے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب خواب ہے دل کا چین و آرام اِسی میں ہے کہ دل کو خدائے پاک کے ساتھ وابستہ کرلو اور تمام عالم سے آنکھیں بند کرلو۔

حضرت خواجہ عزیزالحسن صاحب فرماتے ہیں ؎

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دُنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

لطف دُنیا کے ہیں کے دن کے لیے
کھو نہ جنت کے مزے اُن کے لیے

یہ کیا اے دل! تو بس پھر یوں سمجھ
تو نے ناداں گل دیے تنکے لیے

❁❁❁❁

رہ کے دُنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دُنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے
صرف افسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں

احقر مؤلف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ عالم متغیر ہے، پس جس کا کل متغیر ہے اُس کا ہر جز بھی متغیر، ہے لہٰذا حسینوں کے حُسن میں تغیر اور زوال ایک یقینی امر ہے پس ایسی فانی لذّت بلکہ ایک خواب کی خاطر ہمیشہ والی آخرت کی زندگی کیوں خراب کی جاوے۔ نیز دُنیا کی زندگی بھی گناہوں سے خراب اور بے سکون ہو جاتی ہے۔

شبِ زفاف کی لذّت کا شور سُنتے تھے
گزر کے تھی وہ شب منتظر بھی افسانہ

ان حسینوں کے بارے میں یہ جذبہ ہونا چاہیے۔

جان جائے یا رہے ہر گز نہ دیکھیں گے اُنہیں
آخرت برباد ہوگی دیکھ کر اخترؔ جنہیں

❁❁❁❁

اگر مجنوں حدیث ما بخواندے
تو دست از عشق لیلیٰ برفشاندے

(اختر)

ترجمہ: اگر مجنوں میری یہ باتیں سُن لیتا تو عشقِ لیلیٰ سے ہاتھ جھاڑ لیتا ۔

غیر حق را ہر کہ دارد در نظر
شد یکے محتاجِ محتاجِ دگر

ترجمہ: جو شخص کہ غیر حق کو محبوب بناتا ہے وہ دراصل خود تو محتاج تھا ہی اب ایک محتاج کا غلام ہو کر محتاج در محتاج ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات کا سر جھکا دو پھر دیکھو کیا لطف و حلاوت دل کو عطا فرماتے ہیں۔ احقر مؤلف کے اشعار ؎

منکشف راہِ تسلیم جس پر ہوئی
اس کا غم رازدارِ مسرت ہوا
راہِ تسلیم میں جس نے سر دے دیا
اس کا سر تاجدارِ محبت ہوا

مدّت سے تھی جو آرزو دل میں دبی ہوئی
بس وہ بھی میں نے تری رضا کے سپرد کی

اپنی غلط آرزو کا خون کرنے سے حسرت تو پیدا ہوتی ہے مگر قربِ خاص بھی عطا ہوتا ہے ؎

دلِ نامراد ہی میں وہ مراد بن کے آئے
مری نامرادیوں پر مری ہر مراد قرباں
خونِ حسرت رات دن پینے کا لطف
اس کے جلوؤں کی فراوانی سے پوچھ
لذّتِ زخم شکستِ آرزو
اس کی آنکھوں کی نگہبانی سے پوچھ

مجھ کو حسرت میں بھی شادمانی ملی
غم کی اِک لذّتِ جاودانی ملی
اس کی رضا کی لذتِ پُر کیف کیا کہوں
صد داغِ حسرتِ دلِ ویراں مٹا گئی
وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
ولے وہ محرمِ رازِ دل شکستہ ہے
ویرانۂ حیات کی تعمیر کر گئی
روئیداد زندگی کسی خانہ خراب کی

یعنی جو اپنی آرزوؤں کو خدا کی رضا کے لیے توڑتا ہے اس کے درد بھرے دل سے دوسروں کو نور نہایت ملتا ہے۔

حفاظتِ نظر کا انعام خالقِ نظر کی طرف سے

۱) پہلا انعام حدیث شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص آنکھوں کی حفاظت کرے گا (یعنی کسی اجنبیہ عورت یا حسین لڑکے سے نگاہ کو محفوظ کرے اور نہ دیکھنے سے جو تکلیف ہو اُس کو برداشت کرے حق تعالیٰ کی رحمت سے) وہ قلب میں ایمان کی حلاوت پائے گا۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم انعام ہے۔ حق تعالیٰ کے تعلق کی مٹھاس و شیرینی کس قدر عظیم نعمت اور دولت ہے، دراصل یہ نعمت تو دونوں جہاں سے بڑھ کر ہے جو تھوڑی سی تکلیف کے بدلے میں عطا ہوتی ہے ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

ترجمہ: چند پتھر دیے اور جان خرید لیا شکر ہے خدا کا کہ کیا ہی ارزاں خریدا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

ترجمہ: آدھی جان مجاہدہ میں وہ محبوبِ حقیقی لیتا ہے اور اس کے بدلے میں سو جانیں عطا فرماتا ہے۔

کیا ہی اچھا داتا ہے ہماری لاکھوں جانیں اس کریم مطلق پر فدا ہوں) وہ وہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں ہی نہیں آسکتی ہیں۔

نے ہم ملک جہاں دوں دہد
بلکہ صد ہا ملک گونا گوں دہد

ترجمہ: نہ یہ کہ وہ صرف ایسی حقیر دُنیا ہی انعام میں عطا فرماتے ہیں بلکہ سینکڑوں انواع و اقسام کی باطنی سلطنتیں بھی عطا فرماتے ہیں۔

حکایت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک حسین کنیز مع اپنی خادمات کے گزر رہی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اِس حسین لڑکی کو صرف چار درہم میں خرید سکتا ہوں۔ حالاں کہ اُس کنیز کو اُس کے مالک نے ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ وہ کنیز سمجھی کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اس کو اپنے مالک کے پاس لے چلیں تاکہ کچھ دیر ہنسی کی باتیں ہوں۔ اُس نے کہا: کیا آپ ہمارے مالک کے پاس چل سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اس کے مالک نے جب یہ بات سُنی تو بہت ہنسا اور اُس نے بھی سمجھا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اور خوش ہوا کہ ذرا دیر ہنسی مذاق کرکے اس سے دل بہلائیں گے اُس نادان کو کیا خبر کہ یہ عارف باللہ بزرگ ہیں۔

کنیز کے مالک نے کہا کہ بھائی آپ نے صرف چار درہم دام لگایا اور میں نے اس کو کس قدر گراں خریدا ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ عیب دار سودے کا دام کم ہی لگتا ہے۔ دریافت کیا کہ ہماری اِس کنیز میں کیا عیب ہے؟ فرمایا اِس کے بدن سے پیشاب پاخانہ نکلتا ہے اور اگر یہ ایک ماہ تک اپنے دانتوں کو نہ صاف کرے تو منہ سے ایسی بدبو آوے گی کہ تم اپنا منہ اِس کے قریب نہ کرسکو گے، اور اگر ایک ماہ تک غسل نہ کرے تو اس کے پاس بدبو کے سبب لیٹ نہ سکو گے اور جب یہ بوڑھی ہو جاوے گی اس کی جوانی کا لطف ختم ہو جاوے گا پھر قبر میں جاکر تو سڑ گل جاوے گی۔ بس مالک چپ ہو رہا اور لاجواب ہو رہا پھر کچھ دیر میں دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی عورت ایسی ہے جو اِن عیوب سے پاک ہو۔ فرمایا، ہاں! جنت میں ہماری حوروں میں اِس قسم کا کوئی عیب نہیں ہے نہ پیشاب نہ پائخانہ، نہ منہ سے بدبو، اُن کے پسینوں میں مشک کی خوشبو ہوگی، نہ اُن کو موت آوے گی، نہ بڑھاپا آوے گا، ہمیشہ باکرہ رہیں گی اور ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ کسی غیر مرد پر نظر نہ ڈالیں گی۔

اِس حکایت میں کیا ہی عبرت کا سبق ہے۔ یعنی چند دن دُنیا میں آنکھوں کو بچانا ہے اور پھر حوروں سے ملاقات کا انعام کیا ہی اعلیٰ جزا ہے۔ دُنیا کے حسینوں کا نقشہ قبر میں کیا ہو گا، نذیر اکبر آبادی کی زبان سے سنیے ؎

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

زلف جعد و مشکبار و عقل بر
آخر او دُم زشت پیر خر

ترجمہ: اے لوگو! جن حسینوں کے گھونگھر والے اور مشکبار اور عقل اُڑانے والے بالوں سے آج تم دیوانے ہو رہے ہو آخری انجام اس کا یہ ہو گا کہ جب یہ بوڑھی ہو گی تو پھر یہی زلف بڈھے گدھے کی بُری دُم معلوم ہو گی۔

۲) دوسرا انعام حفاظتِ نظر کا یہ ہے کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل سے قریب تر ہوں اور آنکھوں کو بد نگاہی سے بچانے میں دل کی آرزو ٹوٹنے سے دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر اِس عمل سے اس حدیث کے مطابق حق تعالیٰ کا قربِ عظیم حاصل ہوتا ہے جو ہزاروں نوافل اور اذکار سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

۳) تیسرا انعام مومن کو اس مجاہدے کی برکت سے شہادتِ معنوی باطنی عطا ہونے کی ہے جیسا کہ تفسیر بیان القرآن میں شہداء کے متعلق تفسیر میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیائے صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں۔ سو مجاہدہ نفس میں مرنے کو بھی معناً شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے۔[۳۶]

۳۶؎ بیان القرآن: پارہ ۱۲۹/۱ البقرۃ: (۱۵۴)

احقر کا شعر اسی نعمت کو بیان کرتا ہے ؎

تیرے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

۴) چوتھا انعام یہ ہے کہ صاحبِ حزن حق تعالیٰ کا راستہ اس طرح تیز طے کرتا ہے جو غیر صاحبِ حزن نہیں کر سکتا جیسا کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ اور جب سالک اپنی نظر کو بار بار بچاتا ہے تو نفس کو بہت غم ہوتا ہے۔ پس اس مجاہدے کی برکت سے یہ بہت تیز سلوک طے کرتا ہے۔

۵) پانچواں انعام یہ ہے کہ جب کوہِ طور پر حق تعالیٰ نے تجلّی فرمائی تو کوہِ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

بر برونِ کوہ چوزد نورِ صمد
پارہ شد تا در درونش ہم زند

ترجمہ: جب حق تعالیٰ کی تجلّی کوہِ طور کی سطح ظاہر پر ہوئی تو غلبۂ شوق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تا کہ نورِ حق اُس کے باطن میں بھی داخل ہو جاوے۔

گویا اس پہاڑ نے پھٹ کر اور ٹکڑے ہو کر بزبانِ حال بارگاہِ کبریا میں یہ عرض کیا ؎

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

پس جب مومن اپنی آنکھوں کو بار بار اجنبیہ عورتوں سے اور حسین لڑکوں سے بچانے کی مشقت کو برداشت کرتا ہے اور قلب کو بھی اُن کے تصور و خیال سے لذت لینے سے روکتا ہے یعنی قصداً اُن کے تصورات اور خیالات سے اپنے قلب کو محفوظ رکھتا ہے تو نفس پر یہ امر سخت ناگوار ہوتا ہے اور دل ان مجاہدات کے صدمات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے جس سے حق تعالیٰ کا نور اُس کے قلب کے اندر گہرائی میں داخل ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کے قرب کا مقام نہ پوچھیے۔

اشعار از مؤلف ؎

تو نے اُن کی راہ میں طاعت کی لذّت بھی چکھی
ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھ

سرفروشی دل فروشی جاں فروشی سب سہی
پی کے خونِ آرزو پھر کیف جامِ قرب دیکھ
گر چہ میں دُور ہو گیا لذتِ کائنات سے
حاصلِ کائنات کو دل میں لیے ہوئے ہوں میں
مدتوں خونِ جگر نے گرچہ دل بسمل کیا
مجھ کو ان محرومیوں نے محرمِ منزل کیا
تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

٦) چھٹا انعام یہ ہے کہ کافر کی تلوار سے تو ایک مرتبہ شہادت ہوتی ہے اور مجاہدہ ختم ہو جاتا ہے اور نفس کے ان مجاہدات میں ایک عمر بسر کرنی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جہاد کو جہادِ اصغر اور نفس سے جہاد کو جہادِ اکبر ارشاد فرمایا ہے۔ جہادِ اصغر میں جب کافروں کی تلوار سے مومن شہید ہوتا ہے تو اس کا خون دُنیا کے لوگوں کو بھی نظر آجاتا ہے لیکن خواہشاتِ نفس کی گردن پر امرِ الٰہی کی تلوار سے جو عمر بھر معنوی باطنی شہادت ہوتی رہتی ہے اس خون کو سوائے خدائے پاک کے کوئی نہیں دیکھتا۔ مثال کے طور پر جب کسی حسین کا سامنا ہو اور عاشقِ حق نے اپنی آنکھیں باوجود تقاضائے شدید کے اُس سے ہٹالیں اور آگے بڑھ گیا اور بزبانِ حال آسمان کی طرف دیکھ کر بارگاہِ کبریا میں یہ عرض کیا ۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

حاصل یہ کہ تمام عمر یہ اندرونی زخم اگرچہ مخلوق سے پوشیدہ ہیں مگر حق تعالیٰ کے علم میں ہے کہ ہمارا بندہ ہماری رضا میں کس طرح لہو پی رہا ہے اور زخم پر زخم دل پر کھا رہا ہے۔ سینے کہ یہ زخم میدانِ محشر میں ان شاء اللہ آفتاب سے زیادہ روشن ہوں گے ۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اُس پر خاک ڈالی جائے گی

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

اشعار از مؤلف ؎

جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں نہ تھی
وہ زندگی حرم کی کبھی پاسباں نہ تھی
اے دوست مبارک ہوں تجھے دل کی حسرتیں
تجھ پر برس رہی ہیں تیرے رب کی رحمتیں

۷) ساتواں انعام نظر کی حفاظت میں یہ ہے کہ تمام عمر کے اس مجاہدے سے ایسے آدمی کا دل ٹوٹا ہوا رہتا ہے، اور غم زدہ ٹوٹے ہوئے دل سے مناجات اور دُعا میں خاص لذت عطا ہوتی ہے اور خاص اثر عطا ہوتا ہے۔

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہِ کرم انداز

(اختر)

بارگاہِ حق میں قربِ اعلیٰ کے ساتھ ان کی دُعا نہایت درد سے نکلتی ہے جس سے حجاباتِ عالم باقی نہیں رہتے۔

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اُنہیں
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے

(اصغر)

اشعارِ مؤلف ؎

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے
اُنہیں ہر لحظہ جانِ نو عطا ہوتی ہے دُنیا میں
جو پیشِ خنجرِ تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں
ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پر نہ ہو برقِ حوادث کی چمک

۸) آٹھواں انعام مجاہدات کے غم سے دل نرم ہو جاتا ہے اور ایسے دل کی زمین میں نورِ ہدایت اور ولایت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ور بعقل ادراک زیں ممکن بُدے
قہر نفس از بہر چہ واجب شدے

ترجمہ: اگر عقل سے معیتِ خاصہ اور ایمان کامل کی دولت ملتی تو حق تعالیٰ نفس پر مجاہدے کی تکلیف کیوں واجب فرماتے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [۳۷]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ اور تکلیفیں اُٹھاتے ہیں ہم اُن کے لیے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

۹) نواں انعام یہ ملتا ہے کہ حضرت سلطان بلخی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سلطنتِ بلخ راہِ حق میں لٹا کر فقیری اختیار کی تھی اور دیگر ایسے اولیاء اللہ جنھوں نے تخت و تاجِ شاہی کو خدائے پاک کی محبت میں خیر باد کہہ کر حق تعالیٰ کی راہ میں بلند مقام حاصل کیا تھا۔

حکایت

حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم نے جب سلطنتِ بلخ چھوڑ کر غارِ نیشاپور میں عبادت و مجاہدات شروع کیے تو جنگل میں جنت سے کھانا آنے لگا جس سے سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا تھا۔ اُسی جنگل میں ایک گھاس کھودنے والے نے اپنا پیشہ ترک کر کے فقیری لے رکھی تھی اُس کو بارہ سال سے دو روٹی اور چٹنی خدائے پاک کی طرف سے آیا کرتی تھی اُس فقیر کو بڑا رنج ہوا اور شیطان نے اُس کو بہکایا کہ دیکھ تیری کیا قدر ہے اور اِس نئے فقیر کی کیا قدر۔ اللہ میاں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ یہ دل میں ایسی نامناسب باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ آسمان سے آواز آئی کہ او بے ادب او ناشکرے! جا اپنی کھرپی اُٹھا جس سے گھاس کھودا کرتا تھا اور اپنی جھولی سنبھال جس میں گھاس رکھتا تھا اور اُسی طرح کھا کما جس طرح کھاتا کماتا تھا۔ تو نے میری راہ میں اپنی جھولی اور کھرپی قربان کی تھی اور اِس نے سلطنتِ بلخ کا تخت و تاجِ شاہی اور مخمل کے گدے اور عزتِ سلطانی کو میری راہ میں قربان کیا ہے۔

[۳۷] العنکبوت: ۶۹

ہے لباسِ فقر میں شاہِ بلخ نذرِ ذُلِّ عشق ہے جاہِ بلخ
ترک کر کے عزت و جاہِ بلخ گھر سے بے گھر ہوگیا شاہِ بلخ
بادشاہی نذرِ آہِ عشق ہے ہفت دولت بذلِّ راہِ عشق ہے
جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے جاہِ شاہی فقر میں روپوش ہے
عشقِ حق ٹھنڈک ہے جانِ صادقاں ذکرِ حق ہی ہے غذائے عاشقاں
الغرض شاہِ بلخ کی جانِ پاک ہوگئی جب ذکرِ حق سے عشق ناک
فقر کی لذت سے واقف ہوگئی جانِ سلطان جانِ عارف ہوگئی
(از مثنوی اختر)

پس نواں انعام جو غضِ بصر یعنی آنکھوں کی حفاظت اور حسینوں کی محبت سے سچی توبہ کی بدولت ملتا ہے وہ یہی مقام ہے جو اُوپر مذکور ہے یعنی قلاش اور مفلس اور تہی دست نادار مومن بھی اِس مجاہدے کی برکت سے میدانِ محشر میں حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء کی صف میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ اور وہ اس طرح کہ بعض وقت عاشقانہ مزاج اور عاشقانہ فطرت رکھنے والے لوگ کسی حسین کے حُسن سے اِس قدر متأثر ہوجاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس بھی سلطنتِ بلخ یا اس سے بڑی سلطنت ہوتی تو یہ اُس کے عشق میں اُسے فدا کر دیتے اور اُس محبوب کو حاصل کرلیتے۔

چناں چہ برطانیہ کے ایک بادشاہ کا واقعہ سنا ہے کہ اُس نے اپنی محبوبہ کے عوض تختِ شاہی کو خیرباد کہہ دیا جبکہ وہاں کی اسمبلی نے یہ شرط رکھی تھی کہ یا تو اُس حسینہ سے تعلق ختم کرو یا تختِ شاہی سے دست بردار ہوجاؤ۔

پس جب مومن ایسے حسین کے عشق سے سچی توبہ کرتا ہے جس پر وہ سلطنت فدا کردیتا اگر اُس کے پاس ہوتی لیکن خدا کے خوف سے اور رضائے حق کی خاطر وہ ایسے چاند و سورج جیسے حسینوں سے نگاہوں کو بچاتا ہے اور اُن کے عشق سے دست بردار ہوتا ہے تو ایک سلطنت نہیں نہ جانے کتنی سلطنتیں راہِ حق میں اُس نے گویا قربان کردیں بس مفت میں عشّاق طبع حضرات کو اس مجاہدے کی برکت سے اتنا رفیع مقام میدانِ محشر میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہاتھ لگے گا۔

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا تو نے

حکایت

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے ایک پیر بھائی نے جو عالم نہیں ہیں ایک دن مجھ سے کہا کہ جب نامحرم عورتوں سے آنکھیں نیچی کرلیتا ہوں تو دل میں عجیب خوشی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا صدق اللّٰہ و رسوله صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارت اس عمل پر دی ہے کہ ایسے شخص کو اس وقت ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے آپ کو یہ خوشی اس حلاوت سے محسوس ہوئی لیکن آپ چوں کہ عالم نہیں تھے اِس لیے اِس حلاوت کی تعبیر آپ نے خوشی سے کی ہے۔ احقر کو اُن کی اِس بات سے بہت لطف آیا۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

ترجمہ: اے دل یہ شکر زیادہ شیریں ہے یا وہ جو شکر کو پیدا کرنے والا ہے۔ جو کھیتوں میں گنے کے اندر رس پیدا کرے اُس کے نام میں بھلا رس نہ ہو اللہ اکبر۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

نامِ او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مو از عسل جوے شود

ترجمہ: اللہ اللہ یہ نامِ پاک کس قدر شیریں ہے کہ اس نامِ پاک کو زبان سے لیتے ہی دودھ شکر کی طرح ہماری جان شیریں ہو جاتی ہے یعنی جس طرح دودھ میں شکر گھل کر تمام دودھ کو میٹھا کر دیتی ہے اِسی طرح ذکر اسمِ ذات اللہ اللہ کی شیرینی نے ہماری جان کو شیریں کر دیا۔ جب اللہ پاک کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے ہر بُن مو (بال بال) شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا کہ وہ جو قمر ساز یعنی چاند کا بنانے والا ہے۔ وہ سرچشمہ حُسن اور مرکز حُسن اور وہ آفتابِ حُسن وجمال اپنے فضل سے کسی چہرے پر اور اس کی آنکھوں پر ایک شعاع ڈال دیتا ہے تو انسان اُسے دیکھ کر پاگل ہونے لگتا ہے اور اُس کی آنکھوں میں سینکڑوں تیر و کمان نظر آنے لگتے ہیں۔ احقر کا شعر ہے۔

چوں بہ عکس حُسن تو از ہوش رفتہ می شوم
پس چہ باشد چوں ترا بے پردہ بینم روزِ حشر

اور جب وہ شعاع ہٹالیتے ہیں تو پھر وہی چہرہ اور اُسی آنکھ کو دیکھ کر (زوالِ حُسن کے بعد) دل متنفر ہو جاتا ہے پس عکس سے عشق کرنا خسارہ اور دھوکا ہے کہ عکس بھی بعد زوالِ حُسن یا بعد موت چھن گیا اور اصل سے بھی محروم رہے۔ جس طرح چاند کا عکس دریا میں نظر آوے اور کوئی نادانی سے دریا میں چاند تلاش کرنے کے لیے دریا میں گھس جاوے تو نہ عکس ملے گا اور نہ اصل۔ پس عکس سے رخ کا پھیرنا اصل کو حاصل کرنے کے لیے عقلاً بھی واجب اور ضروری ہے۔ پس اس مثال سے دُنیا کے حسینوں کے حُسن و جمال کو قیاس کر لیجیے کہ اُن سے نگاہ کی حفاظت کا حکم ہماری ہی مصلحت سے اور اپنے قرب کو اور اپنے دیدار کے لیے فرمایا ہے۔ ورنہ ہم ان مرنے والوں پر فدا ہو کر بے قیمت ہو جاتے ہیں۔

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دَم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

ایک مقام پر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح متنبہ فرمایا۔

حُسن اوروں کے لیے حُسنِ آفریں میرے لیے

جو خاک خاک ہی پر فدا ہو جاوے تو دونوں خاک ہو جاویں گے زندگی مٹی میں مل جاوے گی، اور جو خاک اس ذاتِ پاک سے رابطہ قائم کرتی ہے تو وہ زندہ حقیقی اس خاک کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔

۱۰) دسواں انعام یہ ہے کہ تقویٰ کا حمام اِن ہی خواہشات سے روشن ہے یعنی جب بندہ بُرے تقاضوں پر اپنے مالکِ حقیقی کے خوف سے صبر کرتا ہے تو اُس کے دل میں تقویٰ کا نور روشن ہو جاتا ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ [۳۸]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ پس جو شخص اپنے نفس کو بُری خواہش سے باز رکھتا ہے اِس خوف سے کہ ہم کو ایک دن حق تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر جواب دہ اور مسئول ہونا ہے تو ایسے شخص کا ٹھکانہ جنت میں ہو گا۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

۳۸؎ النّٰزعٰت: ۴۰-۴۱

شہوت دُنیا مثال گلخن ست
کہ از و حمام تقویٰ روشن ست

دُنیا کی خواہشات کی مثال آگ کی بھٹی کی طرح ہے کہ تقویٰ کا حمام اسی سے روشن ہوتا ہے یعنی بُرے بُرے تقاضے گناہوں کے تقویٰ کی بھٹی کے لیے ایندھن ہیں ان کو اگر خدا کے خوف کے چولہے میں ڈال کر جلادوگے تو اس سے تقویٰ کی روشنی پیدا ہوگی اور اگر اس بُری خواہش پر عمل کرلیا تو گویا ایندھن کو کھا لیا۔ ایندھن کھانے کے لیے نہیں جلانے کے لیے ہے۔ ایندھن کھانے کا انجام بُرا ہے۔

گلخن دراصل خانۂ گل تھا۔ اضافت مقلوبی ہے گل کے معنیٰ یہاں اخگر آتش کے ہیں۔

۱۱) گیارہواں انعام یہ ہے کہ متقی بندوں کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور اُن کے چہروں پر خاص نور ہوتا ہے اور بدنگاہی سے آنکھوں کے اندر بے رونقی اور ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے چہرہ بے رونق اور بے نور معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدنگاہی کرکے آیا آپ نے اُس کی آنکھوں سے ظلمت محسوس کرکے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زِنا ٹپکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقی بندوں کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور اُن کے چہروں پر خاص نور ہوتا ہے۔

۱۲) بارہواں انعام یہ ہے کہ متقی بندوں کو آنکھوں کی حفاظت کرتے کرتے ایسا ملکہ اور ایسی روحانی قوت عطا ہوجاتی ہے کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر متقی کامل ہو اور کوئی بے حیا شوخ اس کی آنکھیں زبردستی پھاڑ کر اپنے کو دکھائے تو وہ اپنی شعاع بصر پر حکومت کرے گا اور اُس کو دیکھنے نہ دے گا مگر صرف دھندلا سا عکس جو اختیار سے باہر ہے یعنی حُسن کے نکات سے شعاعِ بصر کو محفوظ رکھے گا آنکھیں کھلی ہوں گی مگر پوری طرح بینانہ ہوں گی۔ جس طرح کسی پر پھانسی کا مقدمہ ہو تو دُنیا اُسے دھندلی اور بے رونق نظر آتی ہے اللہ والوں کو بھی قیامت کے فیصلے کا خوف پھانسی سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۱۳) تیرہواں انعام یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہوت اور بدنگاہی کے تقاضوں پر صبر سے ولایتِ خاصہ عطا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہیجڑا ولایتِ عامہ سے آگے نہیں ترقی کرسکتا کیوں کہ اُس کو مجاہدہ کا وہ غم نہیں جو مردِ کامل کو پیش آتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خصی ہونے سے منع فرمایا ہے یعنی نامرد ہونا گناہوں کے خوف سے جائز نہیں نفس و شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی مردانگی ہے۔

خلق اطفال اند جز مست خدا
نیست بالغ جز رہیدہ از ہویٰ

تا ہویٰ تازہ ست ایماں تازہ نیست
کیں ہویٰ جز قفل آں دروازہ نیست

ترجمہ: حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق طفل نابالغ ہے سوائے مستانِ خدا کے یعنی جو لوگ خواہشاتِ نفسانیہ پر غالب ہیں اُن کے علاوہ سب نابالغ ہیں۔

جب تک خواہشات دل میں تازہ اور گرم ہیں ایمان تازہ نہیں کیوں کہ خواہشاتِ نفسانیہ خدا کے دروازے کے لیے مثل قفل ہیں۔

۱۴) چودھواں انعام یہ ہے کہ بدنگاہی سے اہتمام کرکے بار بار بچنے میں نفس کو بار بار تکلیف ہوتی ہے اس سے روح میں بار بار نور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں جب جسم کو تکلیف ہوتی ہے تو دل میں نور بنتا ہے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ گیند کو جتنے زور سے پٹکو زمین پر اُسی قدر اوپر بلند ہوتا ہے اِسی طرح نفس کو اُس کے بُرے تقاضے کے وقت جس قدر زور سے دباؤ گے اُسی قدر حق تعالیٰ کی طرف اُسے بلندی و قرب عطا ہوگا۔

اقتباس از کتاب اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم

پسند فرمودہ: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: مولانا عبد الرحمٰن صاحب اعظمی

تبویب: حضرتِ اقدس مخدومی و مصلحی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

۱) خلوت بالاَمرد: لڑکوں کے ساتھ تنہائی سے بہت اجتناب کرے اور اَمرَد یعنی خوبصورت لڑکے سے بہت ہی سخت اجتناب کرے ہر گز اُن کے ساتھ خلوت نہ کرے، اور خلوت

میں بھی ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے، نہ اُن کی طرف قصداً دیکھے اور نہ اُن کی بات نفس کے تقاضے سے سنے، کیوں کہ اَمرد پرستی کا مرض اِسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتا نہیں چلتا اور جب جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تب پتا چلتا ہے اور اُس وقت کنارہ کشی اَمرد سے بہت دشوار ہوتی ہے کیوں کہ یہ مثل مشہور ہے۔

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل

ترجمہ: چشمہ کا سوراخ ابتدا میں ایک سلائی سے بند کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ پر ہو جاوے گا پانی سے تو ہاتھی کے گزرنے سے بھی بند نہ ہو گا۔

اپنی پاک دامنی پر ناز نہ کرے کہ میں بھلا اِس مرض میں کہاں مبتلا ہو سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ [٣٩]

نفس نہایت بُرائی کا حکم کرنے والا ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے رخ پر جب تک وہ اَمرد (بے ریش) تھے نظر نہ ڈالی۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دُنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو ہم تم پاک ہونے پر کیا ناز کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا خیال میں آوے تو سمجھیں کہ شیطان دھوکا دے رہا ہے اور یہ مرض اُن میں اسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اُسے خبر نہ ہو، اور جب خبر ہو گی تو تب اُسے قدرتِ مقابلہ نفس پر نہ ہو گی یا بہت ہی مشکل ہو گی۔ یہ شیطان ہی کا مقولہ ہے کہ اگر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرد اور رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا جیسی عورت خلوت میں ہوں جاویں تو ہم دونوں کے خیالات بُرے پیدا کر کے دونوں کا منہ کالا کر دیں۔ تو صاحبو! یہ ایسے اولیاء کے بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس کے پھندے سے بچ سکتے ہیں:

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ [٤٠]

ترجمہ: اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں۔

---

٣٩ یوسف:٥٣
٤٠ المؤمنون:٩٧-٩٨

طفل جاں از شیر شیطاں باز کن
بعد از انش بالملک انباز کن

ترجمہ: طفل روح کو شیطان کا دودھ پینے سے روکو اس کے بعد فرشتوں سے تمہاری دوستی شروع ہوگی۔ نفس و شیطان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ دنیا اور آخرت دونوں چوپٹ و تباہ ہو جاویں گی ۔

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دُنیا ہی بن جاوے
نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دُنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق
امید اجر عقبیٰ پر یہ دُنیا اس سے چھٹ جائے

نفس و شیطان سے ہر گھڑی مقابلہ کرنے کو تیار رہے، جو کام کرنے کو یہ کہیں ہر گز نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ اَمرد (بے ریش لڑکے) کی باتیں سنو یا اُس کی طرف دیکھو یا اُس کے پاس چلو تو ہر گز نفس کا کہنا نہ مانے اور دو تین دفعہ نفس کی مخالفت کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کا تقاضا جاتا رہے گا یا کمزور ہو جاوے گا۔

اَلنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى
حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمْ

ترجمہ: نفس مثل بچہ ہے اگر دودھ پینے کی عادت اس سے نہ چھڑاؤ گے تو یہ دودھ پیتے پیتے جوان ہو جاوے گا اور اگر چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

اور اپنے نفس کی نگرانی ہر وقت کرتا رہے اور اپنے ہر کام میں سوچتا رہے کہ یہ تقاضائے نفس یا وسوسہ شیطانی سے تو نہیں ہے، تو فوراً مخالفت کرے، ڈھیلا و سست نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے بصد زاری اور الحاح سے عرض کرے کہ یا اللہ! ان اعداء سے تو پناہ دے، اگر تو پناہ نہ دے گا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا نہیں اور ہم سخت گھاٹے میں پڑیں گے وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (اور یہ حفاظت حق تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں) اور یہ سوچ لے کہ اگر اَمرد پرستی (بے ریش لڑکوں سے عشق) کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہوگی کیوں کہ عشق اور مشک چھپایا نہیں

جا سکتا اور حرکات و سکنات، اُٹھنا بیٹھنا، بات چیت کرنا وغیرہ ضرور کہہ دے گا کہ یہ اَمرد پرست ہے اور جب یہ ظاہر ہوگا تو تمام عزت خاک میں مل جاوے گی، کیوں کہ عزت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔

عزیزیکہ از در گہش سرِ بتافت
بہر جا کہ رفت ہیچ عزت نیافت

ترجمہ: جس عزیز نے حق تعالیٰ کی بار گاہ سے سرکشی کی تو جہاں بھی گیا کہیں عزت نہ پائی۔

پس خدمتِ دین کرے اور اللہ تعالیٰ سے دل لگائے اور ساری خرافات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور جہاں تک ہوسکے قلب کو فارغ رکھے یہ بڑی دولت ہے، اور بہارِ دل دیکھتا رہے اور خدائے پاک کے تعلق کی لذّت پر جو رشکِ ہفتِ اقلیم ہے شکر گزار رہے۔

۲) طالبِ علم کو عموماً اور طالبِ دین کو خصوصاً سب گناہوں سے بالخصوص شہوت کے گناہوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ شہوت کے گناہوں سے تمام اعضا بالخصوص دل و دماغ بہت کمزور ہوجاتے ہیں اور حُسن بھی جاتا رہتا ہے، چہرہ بدنما پیلا ہوجاتا ہے، دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے، دل بوجہ تردّد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادۂ منی کے نکل جانے کے نہایت کمزور ہوجاتے ہیں کیوں کہ سرمایۂ راحت و قوّت و صحت منی ہی ہے اِس کے ضایع کرنے سے قوتِ حافظہ بھی کمزور ہوجاتی ہے اور طالبِ علم کو صحتِ دل و دماغ اور قوّتِ حافظہ کی نہایت ضرورت ہے۔ اگر یہ اعضا ضعیف ہوگئے تو نہ پڑھ سکے گا اور نہ پڑھا ہوا یاد رہ سکے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے حافظہ کی کمزوری یعنی کثرتِ نسیان کی شکایت کی۔ فرمایا گناہوں سے پرہیز کرو کیوں کہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل نافرمان کو نہیں عطا ہوتا۔

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ
فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ
فَاِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ اِلٰہٖ
وَفَضْلُ اللّٰہِ لَایُعْطٰی لِعَاصِیْ[۴۱]

۴۱؎ شرح نہج البلاغۃ: ۱۹/۱۸۲، دار احیاء الکتب العربیۃ

اور یوں سوچے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا اور صحت وعافیت سے محروم ہو جاؤں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے پردہ دری کردی یعنی گناہ کو ظاہر کردیا تو لوگوں میں ذلت ورسوائی ہوگی۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ اور یوں غور کرے کہ موت وبیماری کا وقت مقرر نہیں جب ہی مر جاوے یا بیمار ہو جاوے، اور بیمار ہو کر یا مر کر تو گناہ چھوڑنا ہی پڑے گا تو جو چیز مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹ جانے والی ہو صحت وحیات ہی میں اُسے چھوڑ دینا چاہیے تاکہ تارکِ معصیت ہو، متروکِ معصیت نہ ہو، اور قابلِ اجر ومدح تارک ہے نہ کہ متروک۔ اور یہ پختہ ارادہ کرلے کہ میں شہوت کے تقاضے پر نہ عمل کروں گا، نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا اور نہ بات سنوں گا۔ اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے، اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے اور سبق میں تکرار کرنے یادَور کرنے میں ہو تو بقدرِ ضرورت پر اکتفا کرے اور اگر اپنی طبیعت میں بُرا میلان پاوے تو فوراً بہت جلد اُس کا ساتھ چھوڑ دے اور تکرار وغیرہ سب بند کردے علیحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت توبہ کی نماز پڑھ کر خوب دل سے توبہ کرے۔ کیوں کہ اگر علیحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا تو تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی اور الگ ہونے کی ہمت کمزور ہو جاوے گی اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے بعد مُدّت کے فضل فرمایا اور توبہ نصیب ہوئی تب بھی برسوں اُس کے خیالات اور وساوس نماز اور کتاب کو خراب کریں گے اور سخت اُلجھن ہو جاوے گی۔ دل پریشان ومغموم اور متفکر رہے گا اور جلدی الگ ہو جانے سے اِن سب بلاؤں سے نجات رہے گی اور دل میں فرحت وخوشی کا خزانہ اور ایک بڑا عالَم رہے گا۔ لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور دل کو خدا کی محبت سے محروم کرنا کس قدر بُری بات ہے اور خدائے عزوجل کے جمالِ بے مثال کو چھوڑ کر اِن مُردہ ناپائیدار صورتوں پر عاشق ہونا کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہاں وہ نورِ آفتاب اور کہاں یہ مُردہ چراغ۔

۳)..... طالب علم کو بڑی ضرورت فراغِ قلب کی ہے۔ پس کسی اَمرد لڑکے یا عورت سے ناجائز تعلق ہرگز نہ پیدا کرے ورنہ علم سے محروم رہے گا اور مدرسے سے خارج کردیا جائے گا جس سے کتنی رسوائی ہوگی۔ کسی اللہ والے کی خدمت میں بار بار حاضری دیتا رہے۔ اور اپنے نفس کی اصلاح کا مشورہ لیتا رہے۔ احقر محمد اختر عفی عنہ کا شعر ہے۔

خاک گر خاک ہوئی خاک پہ تو کیا حاصل
کاش یہ خاک فدائے شہہ عالم ہوتی

بد نگاہی اور عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات از تربیت سالک

علاجِ بد نگاہی

تحقیق: یہ بے شک مرض ہے اور اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدورِ خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری اصلاح ہو جاوے گی۔ (صفحہ: ٢٢٤)

عشق کا علاج

حال: ١٩٠١ء میں مجھ کو شملہ جانے کا اتفاق ہوا اُسی روز بوقتِ شام سفر میں راستے میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار سیر کو نکلی جس کو دیکھ کر میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا۔ اپنی عمر میں ایسا حُسن نہیں دیکھا۔ چھ ماہ سے ہر وقت اُس عورت کا خیال ستاتا ہے۔ سینے میں سخت تکلیف، دل میں درد اور گرمی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت! میرا علاج فرما دیں کہ میرے سینے میں سے اُس کا خیال چلا جاوے اور عشق و محبت حضور سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

تحقیق: السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کرکے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ٥٠٠ بار اِس طرح سے کہ لَآ اِلٰهَ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ اُس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ یہ تصور کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجیے۔ اور اِس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دُنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اِس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھاؤں گا، اور اُس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے صورت بگڑ جاوے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی اور وقتِ فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت کی اطلاع دیجیے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجیے۔ (صفحہ: ٢٣٥)

حال: بعد سلام علیک کہ گزارش خدمتِ عالیہ میں یہ ہے کہ مجھ کو حضورِ والا نے جب سے پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اس کی برکت سے مجھ کو اُس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اُس کے خیال سے طبیعت علیٰحدہ ہوگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ الف الف مرۃ۔ (ہزار ہزار شکر خدائے پاک کا)

توبہ شکنی

(بار بار توبہ کا ٹوٹ جانا)

حال: نفس غالب ہے، گناہِ کبیرہ بھی ہو جاتا ہے بعد میں بہت شرمندگی ہوتی ہے، بار بار توبہ کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ آیندہ اب یہ گناہ نہیں کروں گا مگر توبہ ٹوٹ جاتی ہے، گزشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا۔ تدبیر بیان فرمادیں کہ معاصی کی رغبت سے خلاصی ہو۔

تحقیق: کوئی گراں جرمانہ نفس پر مقرر کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہو گا۔ میرے نزدیک جب معصیت کی طرف عود ہو (یعنی گناہ ہو جاوے) تو چالیس یا پچاس نفلیں اِس کے تدارک کے لیے پڑھی جاویں اور پھر اطلاع دیں۔

عشقِ اجنبیہ کا علاج

حال: میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور اُس کی محبت سے بے حد پریشان ہوں۔ دین و دُنیا دونوں تباہ ہو رہے ہیں۔ براہِ کرم علاج سے مطلع فرمادیں۔

تحقیق: جس سے عشق ہے اُس کی صحبت کو فوراً چھوڑ دو اور اُس سے بہت دُوری اختیار کرلیجیے۔ ظاہری دُوری اور باطنی دُوری دونوں ضروری ہیں۔ ظاہری دُوری یہ ہے کہ اُس سے نہ بولو، نہ اُس کی آواز کان میں پڑنے دو، نہ اُس کو دیکھو، نہ اُس کا تذکرہ کرو، نہ اُس کا تذکرہ کسی سے سنو۔ اور باطنی دُوری یہ ہے کہ قصداً اُس کا تصور دل میں نہ لاؤ، اگر تصور آجائے تو اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے دُعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو گو دل نہ لگے۔ اور موت مابعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔

حال: الحمد للہ! اُس عورت کی محبت میں کمی شروع ہو گئی۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہو گا۔

حال: اُس عورت کی محبت تو بہت کم ہو گئی اور اہل خانہ سے محبت بڑھ گئی مگر اُس کی محبت اب تک دل سے بالکل نہ ختم ہوئی۔ جب اُس کا خیال آتا ہے دل میں درد سا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت دُعا فرمائیں کہ یہ اثر بھی ختم ہو جاوے۔

تحقیق: تدبیر صرف یہی ہے کہ اُس سے اِس قدر دُوری ہو کہ کبھی سامنا نہ ہو پھر یہ کیفیت نہ رہے گی۔ اور اگر ہلکا میلان باقی رہا وہ مضر نہیں۔

نوٹ:احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ پر یہ لکھا ہے کہ اگر صدمۂ جدائی سے کسی کو غم برداشت کرتے کرتے موت آجائے تو وہ شہید ہوگا۔ پھر یہ حدیث لکھی:

مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ وَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ[۴۲]

جو عاشق ہوا پھر اپنے عشق کو مخفی رکھا(یعنی اپنے مصلح و مرشد کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کیا نہ اُس معشوق پر ظاہر کیا) اور وہ پاک دامن رہا یعنی آنکھوں کو دیکھنے سے، کانوں کو اُس کی بات سُننے سے، دل کو اُس کے خیالات لانے سے، پاؤں کو اُس کی طرف جانے سے، ہاتھ کو اُس کو خط لکھنے سے باز رکھا اور اِس ضبط و صبر سے مر گیا تو فَهُوَ شَهِيْدٌ وہ شہید ہوا۔

حالِ عشقِ اَمرد

حال: حسین لڑکوں کو دیکھتا ہوں تو دل میں ایک لذّت شعلہ زن ہوجاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

تحقیق: منہ بھی پھیرنا چاہیے اور قلب بھی یعنی توجہ بھی اُدھر سے ہٹالے، جس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ فوراً خیال دوسری طرف کرلے۔

نوٹ:احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ وساوس سے تنگ و پریشان حال حضرات کو اِس مضمون کو غور سے پڑھ کر عمل کرنا چاہیے جو احقر حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”التکشف“ سے اقتباس کرکے درج ذیل کرتا ہے:

چوں کہ یہ مسئلہ ہدایت و عقل و بہ تسلیم حکماء و علماء ثابت ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اِس لیے جب کسی بُری چیز کا خیال دل میں آوے تو اُس کے دفع کرنے کا قصد نہ کرے نہ اُس کے اسباب میں غور کرے کہ اس سے وہ خیال اور زیادہ آتا ہے مگر فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کردے اِس سے وہ بُرا خیال خود بخود دفع ہوجاوے گا اور اگر پھر خیال آوے پھر ایسا ہی کرے ان شاء اللہ اِس تدبیر سے اُس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی متخیلہ سے نکل جاوے گا۔ علاج کلی اِس کا یہی ہے۔ اگر دل میں ضعف ہو تو مقوی قلب دوا کا استعمال (مثلاً مربائے آملہ و خمیرہ وغیرہ) بھی ضروری ہے۔ چوں کہ بعض سالکوں کو یہ آفت پیش آتی ہے اِس لیے یہ مجرب علاج تحریر کیا ہے۔ اختصار کی

[۴۲] کنز العمال:۳/۲/۳۷۲(۷۰۰۰)، حرف العین، منہا العشق، مؤسسۃ الرسالۃ

وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں امتحان کر کے اس کا نفع ملاحظہ کریں۔(صفحہ:۲۵۲)

اشرف علی

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ۔ از تکشف

علاجِ وسوسہ دیگر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ بعض لوگ ہم میں سے اپنے دل میں ایسے خیالات پاتے ہیں اور ایسی چیزیں پیش آتی ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ محبوب معلوم ہوتا ہے اِس سے کہ اُس کو زبان پر لاوے۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ اکبر! اللہ کا شکر ہے جس نے شیطان کے فریب اور کوشش کو وسوسہ ہی تک رکھا۔ آگے نہیں بڑھنے دیا۔

فائدہ: اِس حدیث میں جو علاج وسوسہ کا مذکور ہے محققین اِسی کے موافق تعلیم دیتے ہیں حاصل اِس کا یہ ہے کہ وسوسہ پر محزون اور غمگین نہ ہو بلکہ خوش ہو کہ جو بلائیں وسوسہ سے بڑی ہیں اُن سے حق تعالیٰ نے بچالیا اور اس خوش ہونے سے ایک نفع یہ بھی ہے کہ شیطان مومن کی خوشی سے ناخوش ہوتا ہے، پس جب وہ دیکھے گا یہ وساوس سے خوش ہوتا ہے جیسا کہ الفاظِ حدیث میں تعلیم ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ[٤٣]

تو شیطان وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا۔ اور ان بڑی بلاؤں سے بچنے میں بعض اوقات خود اس وسوسہ کو بھی دخل ہوتا ہے کیوں کہ جب نفس اس طرف اضطراراً متوجہ ہوا تو بعض اوقات معاصی عظیمہ ظاہرہ یا باطنہ میں مشغول ہونے کی مہلت نہیں پاتا اور بچا رہتا ہے۔ اِسی واسطے فرمایا ہے ایں بلا دفع بلاہائے بزرگ۔ نیز جب سرورِ شکر میں مشغول ہو گیا تو توجہ الی الوسوسۃ قصداً مرتفع ہو گئی۔ ایک حدیث میں استعاذہ کا حکم بھی ہے، مضمونِ حدیث یہ ہے کہ بعض کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ آخر میں یہ کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا اُس وقت فوراً اللہ کی پناہ مانگے اور سوچنے سے باز رہے۔

(بخاری و مسلم)

---

[٤٣] مشکوٰۃ المصابیح:١٩، باب فی رد الوسوسۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

حاصل اِس علاج کا یہ ہے کہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاوے اور خدا سے پناہ مانگے۔ پس توجہ خدا کی طرف جب ہو جاوے گی نفس وسوسہ کی طرف متوجہ نہ رہے گا کیوں کہ ایک وقت میں نفس دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں رہ سکتا۔ (صفحہ: ۲۵۳)

احقر اختر عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں روایت ہے کہ جب شیطان دل میں وسوسہ ڈالے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا ہے تو تم کہو:

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ[۴۴]

ایمان لایا میں اللہ پر اور اُس کے رسول پر۔ پس اِس کے پڑھنے سے وہ وسوسہ چلا جائے گا۔

اِرشاداتِ مُرشدی

جو بدنگاہی کے لیے عجیب النفع ہیں

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مفید ارشادات جو سالکین اور طالبین کے لیے مشعلِ راہ ہیں نقل کرنے کے بعد احقر مؤلف بدنگاہی سے متعلق عرض کرتا ہے کہ یہ بیماری باوجود ذکر و نوافل اور صحبتِ مرشد کامل بعض لوگوں میں بوجہ غفلت اور شرارتِ نفس کی قدیمی عادت کے ۸۰ اور ۹۰ برس کی عمر میں بھی سالک اور طالب کو پریشان کرتی ہے اور آنکھوں کے زنا میں اور دل کے اندر اس کے تصور سے دل کے زنا میں مبتلا کرتی رہتی ہے، نیز بدنگاہی سے عشقِ مجازی اور حُسن پرستی کی بیماری میں سخت ہیجان اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے اِس لیے بدنگاہی کا راستہ بند کرنے کے لیے حضرت مرشدنا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کا ترتیب دیا ہوا حفاظتِ نظر کا معالجہ بھی یہاں بیان کرتا ہوں جس میں ۷ نمبر ہیں ہر روز بعد نمازِ فجر اِن نمبروں کو (بعد تلاوت و معمولات) مثل وظیفہ گہری فکر سے پڑھ لینا نہایت نافع ہے۔ یہ سب معمولات جو ذیل میں درج ہیں اِن پر عمل کرنے کی برکت سے نہ جانے کتنے بندگانِ خدا بدنگاہی اور عشقِ مجازی کی بلا اور عذاب سے نجات پاگئے اور نہ صرف نجات پاگئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اللہ والے اور شیخِ کامل بن گئے۔

جوش میں جو آئے دریا رحم کا
گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

---

[۴۴] کنز العمال: ۲۴۶/۱ (۱۲۳۷)، الفصل فی الشیطان و وسوسته، مؤسسة الرسالة / مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عرضِ احقر برائے حفاظتِ نظر

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملّت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ

امّا بعد! بدنگاہی کے مضرات اِس قدر ہیں کہ بسا اوقات اِن سے دُنیا اور دین دونوں تباہ و برباد ہیں۔ آج کل اِس مرض روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں اِس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی بعض مضرات اور اِس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کردیا جائے تاکہ اِس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے۔ چناں چہ حسب ذیل اُمور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہوسکے گی:

۱) جس وقت مستورات کا گزر ہو اہتمام سے نظر نیچی رکھنا۔ گو نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو۔ جیسا کہ اِس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس طور پر متنبہ فرمایا ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بُتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

۲) اگر نگاہ اُٹھ جاوے اور کسی پر پڑ جاوے تو فوراً نگاہ کو نیچے کرلینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو، خواہ دَم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

۳) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے حفاظت نہ کرنے سے دُنیا میں ذِلّت کا اندیشہ ہے۔ طاعات کا نور سلب ہوجاتا ہے۔ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

۴) بدنگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجایش خیرات اور کثرت سے استغفار۔

۵) یہ سوچنا کہ بدنگاہی کی ظلمت سے قلب ستیاناس ہوجاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دُور ہوتی ہے حتّٰی کے جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے اُس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا ہے۔

۶) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے میلان پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اور ناجائز عشق سے دُنیا و آخرت تباہ ہوجاتی ہے۔

۷) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے طاعات، ذکر شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوجاتی ہے۔ حتّٰی کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

احقر ابرار الحق عفی عنہ ۲۶؍ شعبان ۱۳۸۱ھ

شہوتِ نفسانی و بدنگاہی سے متعلق نفس کی شرارتوں کے چند نمونے مع ہدایات

۱) ایک حاجی صاحب نے مکہ شریف میں کہا کہ انڈونیشیا کی کم عمر لڑکیاں بڑی تعداد میں سفید برقعے پہنے ایک طرف کو بیت اللہ میں اِس طرح جمع ہوکر بیٹھتی ہیں جیسے بہت سی سفید کبوتریاں بیٹھی ہوں اور اُن کے چہروں پر بڑا ہی نور معلوم ہوتا ہے۔ احقر نے کہا حاجی صاحب توبہ کیجیے، یہ تو نفس کی بڑی خفیہ شرارت ہے۔ اُن نامحرم لڑکیوں کے چہروں پر نور کا پتا لگانے کے بہانے سے شیطان نے آپ کو بدنگاہی کے فعل حرام میں مبتلا کردیا۔ اُن کو اتنے اہتمام سے دیکھنا، اُن کے چہروں کی نورانیت کا پتا لگانا یہ سب کب جائز ہے۔ آپ کو کعبہ شریف میں اور لوگوں کے چہروں پر نور نظر ہی نہ آیا۔ اُنہوں نے فوراً توبہ کی اور نفس کے مکر کو سمجھ گئے۔

۲) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں جس نامحرم کی طرف میلانِ نفسانی کا احساس نہ ہو اور اُس کے انتقال کے بعد بہت صدمہ محسوس ہو اور بار بار اُس کی یاد ستائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس سے نفس کا تعلق ضرور تھا اگرچہ خفیف اور کم درجہ کا تھا جو اُس کی موت اور جدائی سے تیز ہوگیا فوراً استغفار کرنا چاہیے۔

۳) بدنگاہی کا جس قدر شدید تقاضا ہوتا ہے اُسی قدر اُس کو روکنے میں نور بھی قوی قلب میں پیدا ہوتا ہے، اور سالکین کا سلوک اِسی مجاہدہ سے طے ہوتا ہے ورنہ حق تعالیٰ تو ہماری رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں پھر اُن کا راستہ چلنے اور طے کرنے کے کیا معنٰی ہوں گے۔ اکابر مشائخ نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرنا اور قربِ الٰہی حاصل کرنا اِسی طور پر ہے کہ اپنی خواہشات کو مجاہدات سے توڑ کر احکامِ الٰہی کے تابع کردے۔ پس اِس طرح ہر وقت قرب بڑھتا رہتا ہے۔

۴) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب جسم کو خدا کے راستے میں تکلیف ہوتی ہے تو روح میں نور پیدا ہوتا ہے پس بدنگاہی کے تقاضوں سے رُکنے میں دل کی تکلیف کے ساتھ ساتھ روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔ کسی صاحبِ ذوق کا خوب شعر ہے؎

نہ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

۵) کبھی سامنے چہرے سے تو آدمی آنکھیں بچالیتا ہے مگر پھر پیچھے سے اُس کے لباس یا کسی عضو پر نظر ڈال کر لطف لیتا ہے اِس سے بھی احتیاط چاہیے۔ نامحرم کا جسم اور لباس بھی نہ دیکھنا چاہیے اور کوتاہی پر استغفار کرنا چاہیے۔

۶) عورتوں سے گفتگو کے وقت نفس اپنی آواز کو نرم کرکے بات کرتا ہے تاکہ اُس کے دل کو خوش کرے یہ بھی گناہ ہے۔ اِسی طرح حسین لڑکوں سے بھی بات چیت میں نرم لہجہ میلانِ نفس سے اختیار کرنا گناہ ہے۔

۷) کبھی پوری نظر سے آدمی نہیں دیکھتا لیکن گوشۂ چشم سے دیکھ کر کچھ مزہ لے لیتا ہے یہ عمل بھی دل کو خراب کرتا ہے اور گناہ ہے۔ نفس کی اِن شرارتوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ ذکروفکر کا محنت سے کمایا ہوا نور ذرا سی غفلت میں ضایع ہوجاتا ہے۔

۸) بد نگاہی سے بچنے کے وقت بعض لوگ نگاہ تو نیچی کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں مگر دل اُس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی دل میں اُس کے تصور سے لطف لیتے ہیں، اِس لیے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نگاہِ چشمی کی حفاظت کے ساتھ نگاہِ قلبی کی بھی حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ یعنی قلب کو بھی اُس سے ہٹالے۔ اور کسی دوسرے خیال میں مصروف ہوجاوے، اور سب سے بہتر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجانا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نگاہِ چشمی اور نگاہِ قلبی کو بہ یک وقت ساتھ ہی ساتھ دُور کرلے۔

۹) حدیث پاک میں گناہوں سے دُوری اللہ تعالیٰ سے اتنی مانگی گئی ہے جتنی دُوری کہ مشرق اور مغرب میں ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ عورتوں سے اور لڑکوں سے اختلاط اور بالخصوص تنہائی میں میل جول اور بات چیت کرنے والے اُن کے فتنے اور گناہ میں ایک نہ ایک دن مبتلا ہو ہی جاتے ہیں بالخصوص سالکین کو شیطان اکثر دو صورتوں سے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تو بڑائی دل میں ڈال کر تکبر کی لعنت میں مبتلا کرکے خدا سے دُور کردیتا ہے یا پھر عورتوں یا لڑکوں کے عشق میں مبتلا کرکے تباہ کردیتا ہے۔ اور یہ ابتلا بہت آہستہ آہستہ رفتار سے کرتا ہے یعنی پہلے غیر محسوس طور پر کسی حسین کی آنکھوں سے متأثر کردیتا ہے پھر آہستہ آہستہ اختلاط میل جول بڑھاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ صرف دل بہلانے میں کیا مضایقہ ہے گناہ نہ کریں گے لیکن جب زہرِ عشق آہستہ آہستہ دل پر چھا جاتا ہے پھر بقول حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب کیچڑ زیادہ ہوجاتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے پھر بدعملی کا نمبر بھی آجاتا ہے۔

۱۰) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت لکھی ہے کہ ایک صاحب جو مرید حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھے بہت بوڑھے آدمی تھے۔ تھانہ بھون خط لکھا کہ آپ تعویذ دے دو ایک نوجوان سے محبت ہے، وہ آج کل ناراض ہے دل گھبرا رہا ہے۔ اُسی سے دل بہل جاتا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارقام فرمایا کہ توبہ کیجیے یہ نفس کی شرارت ہے، کسی حسین نوجوان سے دل بہلانا حرام ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس خوبصورت نوجوان سے گفتگو میں نفس کو لذّت ملنے لگے فوراً اُس سے دُور ہو جانا چاہیے کہ یہ نفس کا حصہ ہو گا اور ظلمت کا سبب ہو گا۔

۱۱) ایک تاجر پارچہ فروش ادھیڑ عمر کا آنکھوں میں گہرا سرمہ لگائے ہوئے ہر خریدار عورت کو للچائی نظر سے دیکھتا ہوا خالہ امّاں کہہ کہہ کر بات کرتا تھا تو واضح ہو کہ کسی اجنبیہ اور نامحرم عورت کو خالہ امّاں کہنے سے وہ نہ خالہ ہو جاتی ہے نہ امّاں ہو جاتی ہے یہ محض اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے اور شرارتِ نفس کا بہانہ ہے اِس طرح عورتیں بھی دھوکا کھا جاتی ہیں کہ اُس کی نیت بُری کیا ہو سکتی ہے یہ تو خالہ امّاں کہہ رہا ہے۔ خدا کی پناہ! یہ سب فسق و فجور اور گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

۱۲) ایک نواب صاحب جو ذاکر شاغل کسی بزرگ سے بیعت بھی ہیں کہنے لگے کہ ایک رشتہ دار کے یہاں عورت کا ناچ دیکھنا ہے۔ اُن سے اُن کے دوست نے کہا کہ آپ ذکر بھی کرتے ہیں اور یہ فعل ناجائز اور حرام بھی کرتے ہیں۔ اِس سے آپ کے ذکر کا نور سب ضایع ہو جاوے گا۔ کہنے لگے: صاحب واہ آپ ذکر کی طاقت اور نور کی توہین کر رہے ہیں۔ ذکر کا نور اور ذکر کی طاقت کو ہمارے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھیے کس طرح شیطان نے حسین لفظوں کے چکر میں ڈال کر گناہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اِس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی حکیم کسی مریض کو خمیرہ مروارید کھلائے اور کہے خبردار سنکھیا کا زہر مت کھانا ورنہ خمیرہ کا اثر ختم ہو جاوے گا۔ اور دل پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاوے گا بلکہ موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اب وہ مریض کہے گا کہ واہ صاحب پھر آپ کا خمیرہ ہی کیا ہوا۔ یہ سب نفس اور شیطان کا دھوکا ہے۔ اگر گناہ مضر اور نقصان دہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کیوں منع فرماتے۔ حدیث پاک میں ہے:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ[۴۵]

اے ابو ہریرہ! حرام اعمال سے بچو، تم سب سے زیادہ عبادت گزار ہو گے۔

---

۴۵ جامع الترمذی: ۵۵۱/۴، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، مطبوعۃ مصر

دُنیا کی محبت میں محبوب کی ذرا سی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی ہے پھر گناہوں سے مولائے کریم کی ناراضگی پر کیسے صبر آجاتا ہے۔

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربّ ذوالمنن

ترجمہ: اے لوگو! تمہیں بیوی بچوں سے تو صبر نہیں ہوتا لیکن مولائے کریم سے کیسے صبر آجاتا ہے۔

محبوبِ فانی پر شاعر فانی بدایونی کا شعر ہے کہ ؎

میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

انصاف تو کیجیے کہ یہاں تو مزاجِ یار کے کچھ ناراض ہونے سے عاشق صاحب کی اپنی نبض نہیں ڈوبی بلکہ کائنات کی نبض ڈوبتی معلوم ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو محبوبِ حقیقی ہیں اُن کی محبت میں اُن کی ناراضگی کی پروانہ ہو تو دراصل محبت کا یہاں محض زبانی دعویٰ ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ان اکابر نے تو یہاں تک لکھا کہ قلب کا نور فضول اور لغو کلام سے بھی کم ہو جاتا ہے پھر سوچئے گناہ کا ارتکاب اور نامحرم عورتوں کا گانا اور ناچ۔ خدا کی پناہ! یہ غضبِ الٰہی کا خریدنا اور پھر یہ گمان کہ ہم ذاکر ہیں اور ولی بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ہمارے اولیاء صرف متقی بندے ہیں:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۴۶]

اِسی آیت سے اُمّت کا اجماع ہے کہ جو شخص ایک گناہ کا بھی عادی مجرم ہے ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ گناہوں کی عادت کے ساتھ صاحبِ نسبت ہونے کا بھی گمان کرنا محض دھوکا ہے۔

وَقَوْمٌ يَّدَّعُوْنَ وِصَالَ لَيْلٰى
وَلَيْلٰى لَا تُقَرِّبُهُمْ بِذَاكَا

ترجمہ: ایک قوم ہے جو وصالِ لیلیٰ کا دعویٰ کرتی ہے اور لیلیٰ کے رجسٹرِ عاشقین میں اُن کا نام تک نہیں ہے۔

۴۶؎ الانفال: ۳۴

داڑھی غیر شرعی، پاجامہ سے ٹخنے ڈھکے ہوئے، نماز باجماعت کا اہتمام نہیں اور وظیفوں کا نشہ چھایا ہے کہ ہم درویش اور تصوف کے امام ہیں اور اگر اُن کے دَم اور پھونک سے کوئی مریض اچھا ہو گیا یا کوئی دُعا قبول ہو گئی تو پھر تو اُنہیں اپنی ولایت اور فقیری کے کمال میں پورا یقین ہو جاتا ہے، حالاں کہ دُعا تو حق تعالیٰ نے شیطان کی بھی قبول فرمائی جب اُس نے قیامت تک کے لیے زندگی مانگی دے دی گئی۔ تو کیا وہ بھی ولی ہو گیا؟ بعض کافروں کی جھاڑ پھونک سے سانپ کا زہر اُتر جاتا ہے تو کیا وہ کافر بھی ولی ہو گئے؟ یہ سب گمراہی علمِ صحیح نہ ہونے کے سبب ہے۔ ایک بزرگ نے خوب فرمایا ہے۔

گر ہوا پہ اُڑتا ہے وہ رات دِن
ترکِ سُنَّت جو کرے شیطان گِن

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی اور فقیری کو اپنے رسالہ "قصد السبیل" میں واضح کر دیا ہے کہ درویشی اور فقیری صرف اتباعِ شریعت اور اتباعِ سُنَّت کا نام ہے۔ اِس کے بغیر سب گمراہی اور زندقہ ہے خواہ وہ کتنا ہی وظیفچی اور جھاڑ پھونک اور کمالات رکھتا ہو۔ دجّال کے بارے میں حدیث کے اندر ہے وہ بھی عجیب عجیب کرشمے دکھائے گا۔ لیکن اتباعِ شریعت سے محروم ہو گا۔

خلاصہ یہ ہے تصوف، ذکر و مراقبہ یہ سب شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے لیے بمنزلہ اسٹیم اور پیٹرول کے ہے تا کہ محبت پیدا ہو جاوے اور پھر اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان ہو جاتی ہے اور اپنی خواہشات کا مقابلہ کر کے آسانی سے گناہ کو ترک کر دیتا ہے۔

۱۳) بعض لوگ فیشن والی ٹیڈیوں اور عورتوں کو خوب لذّت سے دیکھتے ہوئے زبان سے لاحول ولا قوۃ بھی پڑھتے ہیں اور اپنی دینداری کی ساکھ جمانے کے لیے اپنے ساتھیوں سے زمانہ اور معاشرہ کی بُرائی پر تقریر بھی شروع کر دیتے ہیں۔ گزارش ہے کہ اگر لاحول ولا قوۃ پڑھنا ہے تو اُن کی طرف نگاہ نہ کیجیے، آنکھوں کو محفوظ کیجیے پھر لاحول کا وظیفہ پڑھنا نہایت نافع ہے۔ اُن کی طرف دیکھتے بھی رہنا اور زبان سے لاحول پڑھتے رہنا یہ اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے اور یہ عمل دلیلِ نفرت نہیں بن سکتا۔

۱۴) اگر آنکھوں کو ایک بار غلط استعمال کیا گیا تو پھر ہر عورت کو دیکھتا ہی چلا جاوے گا کیوں کہ ایک نافرمانی دوسری معصیت کے لیے سبب بن جاتی ہے۔ جیسے ایک نیکی دوسری نیکی کا ذریعہ

بن جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص گھر سے باہر نکلا اور اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے لیکن ایک بار دیکھ لیا تو پھر قوت روکنے کی کمزور ہو جاتی ہے اور پھر مشکل سے بچ سکے گا اور تمام دن گناہوں میں ملوث رہے گا۔ جیسے بریک (BRAKE) فیل ہو جانے سے گاڑی ہر جگہ ٹکر کھاتی ہے۔

۱۵) کبھی آدمی اپنی آنکھیں تو بچالیتا ہے اور کئی روز تک آنکھیں محفوظ رکھتا ہے پھر شیطان یہ تدبیر اختیار کرتا ہے کہ اُس کے پچھلے گناہوں کا لطف یاد دلاتا ہے اور سینے کی خیانت میں مبتلا کر دیتا ہے، اور جب ماضی کے گناہوں کا تصور اور لطف اُس کے دل کو خیانتِ صدر کے فعلِ حرام کی ظلمت سے خراب کر دیتا ہے تو دل کے خراب ہونے سے تمام اعضا خراب ہو جاتے ہیں، کیوں کہ دل بادشاہ ہے دوسرے تمام اعضا اِس کے تابع ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ انسان کے اندر گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ صالح ہو جاتا ہے تمام اعضا صالح ہو جاتے ہیں اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تمام اعضا سے خراب اعمال صادر ہونے لگتے ہیں اور وہ قلب ہے۔ لہٰذا شیطان دل کے اندر گناہوں کے وساوس کے ذریعے دل کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے پھر جب دل شہوت سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی آرزو کی تکمیل کے لیے آنکھوں کو، کانوں کو اور ہاتھ پاؤں سب کو اپنے کام میں استعمال کرتا ہے۔ پس گناہ کے تصور سے اگر دل نے لطف لے لیا تو اُس کا بریک (BRAKE) فیل ہو گیا اور معلوم ہو کہ دل اور آنکھوں کا آپس میں بڑا گہرا رابطہ ہے بلکہ دونوں کی بریک لائن ایک ہی ہے۔ چناں چہ آنکھوں کے خراب ہونے سے دل خراب ہو جاتا ہے اور دل کے خراب ہونے سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں یعنی کبھی آنکھ گناہ میں پہل کرتی ہے پھر دل بھی اُس حسین کا تصور کر کے حرام لذّت لیتا ہے اِسی طرح کبھی دل کسی حسین کو سوچ کر مزہ حرام لیتا ہے پھر آنکھیں اُس کو تلاش کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دل اور آنکھوں کی حفاظت میں دونوں ہی اہم ہیں۔ کسی ایک سے غافل ہوا تو دونوں ہی خرابی میں مبتلا ہو جاویں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اِس حقیقت کے پیشِ نظر اپنے ارشاد **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ**[۴۷] میں آنکھوں کی خیانت اور سینے کی خیانت دونوں ہی سے خبر دار فرمایا ہے کہ دیکھو جب تم کسی جگہ نامحرم کو دیکھتے ہو یا دل میں گندے خیالات پکاتے ہو تو ہم دونوں ہی سے باخبر ہیں پس ہماری قدرت اور پکڑ سے خبر دار ہو جاؤ۔ کسی بزرگ کا شعر ہے ؎

---

[۴۷] غافر:۱۹

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

۱۶) بعض لوگ اپنی بیوی سے صحبت کے وقت کسی دوسری حسین صورت کا تصور کر لیتے ہیں کیوں کہ بدنگاہی سے وہ صورتیں دل میں گھر کر لیتی ہیں لیکن معلوم ہو کہ ایسا تصور کرنا حرام اور سخت گناہ کی بات ہے۔ کسی اجنبیہ یا اَمرد کا تصور بوقتِ صحبت جائز نہیں۔

۱۷) بعض لوگ پہلی نظر اِس نیت سے ڈالتے ہیں کہ دیکھ لوں اگر یہ لڑکا زیادہ حسین ہوا تو آیندہ نہ دیکھوں گا اور اگر معمولی حُسن ہے تو پھر نہ دیکھنے کا مجاہدہ کیوں اُٹھاؤں۔ یہ تفتیشِ حُسن بھی شیطان کا ایک باریک دھوکا ہے۔ زیادہ حُسن ہو یا تھوڑا اجنبیہ اور اَمرد سے ہر حال میں آنکھوں کی حفاظت کرنی چاہیے کیوں کہ قبل تفتیش مجاہدہ بھی آسان ہوتا ہے اور بعد تحقیق مشاہدہ معلوم ہوا کہ بلا کا حُسن ہے اور دل متاثر ہو گیا تو پھر مجاہدہ بھی سخت کرنا ہوگا، اور اس مشاہدہ کا گناہ الگ ہوا تو عافیت کی راہ کو چھوڑ کر سختی اور مصیبت کی راہ اختیار کرنا کس قدر نادانی اور حماقت ہے۔

۱۸) بعض لوگ بیوی کے انتقال کے بعد بھی رات کی تنہائیوں میں اُس کا تصور شہوت کے ساتھ کرتے ہیں اور سابقہ جماع وغیرہ کا نقشہ قصداً کھینچتے ہیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ بیوی مرنے کے بعد حکم میں اجنبیہ عورت کے ہو جاتی ہے، قصداً اُس کے تصور سے شہوت کی تشنگی بجھانا جائز نہیں البتہ بدون قصد خیال آجاوے تو معذور ہے۔ کیوں کہ ایک عمر اُس کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔

۱۹) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ اذیت دے کر کہتے ہیں معاف کرنا میرا ارادہ تکلیف دینے کا نہ تھا۔ اِس پر ارشاد فرمایا کہ ایذا رسانی کے گناہ سے بچنے کے لیے عدمِ قصدِ ایذا کافی نہیں بلکہ قصدِ عدمِ ایذا ضروری ہے۔ یعنی تکلیف پہنچانے کا ارادہ نہ ہونے سے کام نہیں چلے گا قیامت کے دن گرفت ہوگی البتہ ارادہ ہونا چاہیے کہ مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ پہلی صورت میں غفلت ہوتی ہے، دوسری صورت میں اہتمام سے آدمی فکر رکھتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اِس کلیہ کے تحت احقر مؤلفِ رسالہ عرض کرتا ہے کہ بدنگاہی کے مسئلے میں عدمِ قصدِ نظر کافی نہیں قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے یعنی دیکھنے کا ارادہ نہ ہونا ضروری ہے۔ متعدد اجنبیہ عورتوں اور خوبصورت لڑکوں سے آنکھوں کو ناپاک کرتے رہنے سے ارتکابِ جرم کے الزام سے نہ بچ سکے گا جب تک قصد عدمِ نظر نہ ہو یعنی اہتمام سے ارادہ کر لے کہ میں کسی غلط جگہ نظر نہ کروں گا۔

۲۰) اچانک نظر کی معافی جو روایت میں ہے اُس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جہاں امکان نہ ہو نظر پڑنے کا لیکن اچانک کوئی عورت سامنے سے گزر گئی اور بدون ارادہ نظر اُس پر پڑ گئی پھر دوسری نظر سے اُس کو دیکھنا حرام ہو گا اور پہلی نظر معاف ہو گی، مگر اِس کا مقصد یہ نہیں کہ پہلی نظر کی معافی ایسے مواقع پر بھی ہے جہاں عورتوں اور خوبصورت لڑکوں کی بہتات ہو جیسا کہ آج کل ہر بس اسٹاپ پر آدمیوں سے زیادہ لڑکیاں کالج کی کھڑی رہتی ہیں بازاروں میں اُن ہی کی تعداد زیادہ ہوتی ہے پس ایسی جگہ اگر اہتمام سے نظر کو نہ رکھا جاوے گا تو نفس پہلی نظر کا بہانہ بنا کر سب ہی کو دیکھ ڈالے گا اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑے گا۔ نفس کی اِس خطرناک شرارت سے ہوشیار رہنا چاہیے اور پہلی نظر کی معافی کا صحیح مطلب ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ حضرت خواجہ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب اِس نکتے کو سمجھا ہے جو اِس معاشرے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بُتاں میں تو اگر جائے تو سَر جھکائے جا

۲۱) اپنی بیوی اگر حسین نہ ہو تو یہ سوچے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی برکت سے جنت میں یہ ایسی حسین ہو جاوے گی کہ حوریں بھی اس کے حُسن پر رشک کریں گی، چند دن صبر کرنا ہے۔ دُنیا کی زندگی کے صبح و شام تیزی سے گزرتے چلے جارہے ہیں عن قریب جنت کی حوروں سے ملاقات ہونے والی ہے جن کا نقشہ تک قرآنِ پاک میں مولائے کریم نے بھیج دیا ہے۔ کیا شانِ رحمت ہے! بندوں کی جذباتی تسلی کی کیا رعایت ہے۔ جیسے شفیق باپ اپنے اُس بیٹے کو جو امریکا میں پڑھ رہا ہو خط لکھ دے: دیکھنا! وہاں کی کافرہ بے ہودہ عورت سے نہ شادی کرنا۔ چند دن صبر سے پڑھ لو یہاں شریف خاندان کی نہایت خوبصورت لڑکی اور خوب سیرت لڑکی سے تمہاری ہم نے منگنی کر دی ہے اور اُس کے یہ یہ اوصاف ہیں۔ پس مومن کو سوچنا چاہیے کہ ایمان اور اچھے اعمال سے حوروں سے منگنی ہو رہی ہے۔ اور کبھی کبھی مسجد کی صفائی کر دے تاکہ حوروں کا مہر بھی ادا ہو جاوے جیسا کہ حدیث کی روایت ہے۔ فقیر مؤلف کی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنی چٹنی روٹی حلال کی بہتر ہے دوسرے کی حرام بریانی سے۔ جو خدائے تعالیٰ نے جوڑا مقدر کر دیا پر دیس میں اُس کو بھی غنیمت سمجھے۔ جیسے اسٹیشن کی چائے خراب بھی چل جاتی ہے اِسی طرح دُنیا کی چند روزہ حیات کے لیے جھونپڑی اور ہر طرح کی بیوی سے بھی کام چل جاتا ہے بشرطیکہ ہوس عقل

و دماغ نہ خراب کردے۔ اور پردیس میں وطن اصلی کا خواب نہ دیکھے۔ آخرت کی نعمت دائمی ہے یہاں جس کے پاس جو کچھ ہے عارضی ہے۔ حق تعالیٰ حاکم بھی ہیں حکیم بھی ہیں۔ جس کے لیے جو مناسب ہوتا ہے وہی عطا فرماتے ہیں۔ اگر جو شخص فیصلۂ الٰہی سے ناراض ہو کر حرام لذّتوں کی طرف بڑھے گا ذلّت ہوگی۔ پس دل کا کہانہ کرے، مولیٰ کے کہنے پر چلے، ان شاء اللہ تعالیٰ! سُکھ اور چین کی زندگی پاوے گا۔ اگر ہوس اور عشقِ مجازی کی راہ کھلی تو مصیبت اور ذلّت ورُسوائی کی راہ بھی شروع ہوگی اور آخر کہنا پڑے گا ؎

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے
تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

عشق کی لغوی و طبّی تحقیق

۲۲)"شرح اسباب" جو طب کی ایک مستند کتاب ہے اُس میں امراضِ دماغ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایک پودے کا نام عشق پیچاں ہے یہ جس درخت کو لپٹ جاتا ہے تو وہ ہرا بھرا درخت سوکھ جاتا ہے اِسی طرح عشقِ مجازی اپنے عاشق کی دُنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر دیتا ہے اور کچھ ہی دن بعد وہ ظالم حُسن بھی بے رونق ہو جاتا ہے ؎

گیا حُسن خوباں و دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

اور اس کتابِ طب میں لکھا ہے کہ یہ عشقِ مجازی ہمیشہ بے وقوف لوگوں کو ہوا کرتا ہے۔ (امراضِ دماغ شرح اسباب مترجم، حصہ اوّل، صفحہ:۱۹۱)

۲۳) لڑکوں کے عشق میں مبتلا ہونے والے تو نہایت تباہ ہو جاتے ہیں شادی کے قابل بھی نہیں رہتے اور فاعل و مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل اور رُسوا ہو جاتے ہیں۔ جس آنکھ کی کشش سے کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے، داڑھی مونچھ آنے کے بعد اُسی آنکھ سے آنکھ ملانا بھی مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے ؎

سمجھے تھے جس نظر کو کبھی وہ حیاتِ دل
کیوں اُس نظر سے آج نظر کو بچا گئے

۲۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم حسینوں سے نگاہ کو بچانے کی دل میں طاقت نہیں رکھتے یہ خیال سخت ترین شیطانی دھوکا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نہ دیکھنے کی بھی طاقت رکھتا ہے، کیوں کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے۔ یہ فلسفہ کا قاعدۂ مسلمہ ہے۔

۲۵) بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ عورتیں اُس کی رسیاں ہیں جن سے شکار کرتا ہے۔ کبھی معمولی حُسن کو نہایت زیادہ دکھا دیتا ہے، پھر منہ کالا ہونے کے بعد اُسی صورت کو جب دیکھتا ہے تو شیطان اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اپنا کرشمۂ فوکس ہٹالیتا ہے اور اصلی صورت نظر آجاتی ہے پھر آدمی ندامت سے ہاتھ ملتا ہے کہ ہائے میں نے کیوں اِس کے لیے اپنا ایمان واعمال خراب کیے۔

۲۶) اگر اپنی بیوی کم حسین ہو تو حلال کی چٹنی روٹی کو حرام کی بریانی اور پلاؤ سے بہتر سمجھے بالخصوص جبکہ حرام لذّت میں دُنیا اور آخرت کی سزا اور رُسوائی بھی ہے۔ بعض سانپ بڑے ہی حسین منقش ہوتے ہیں مگر آپ اپنی جان کے خوف سے اُس کو پیار نہیں کرتے کیوں کہ یقین ہے کہ اِس حسین میں زہر قاتل بھی ہے۔ اِس طرح گناہ جس قدر حسین معلوم ہو وہ جان اور ایمان دونوں کو تباہ کرتا ہے، اِس میں حق تعالیٰ کے غضب اور قہر اور ناراضگی کا زہر بھرا ہوا ہے۔ ایک حاکمِ شہر کو ناراض کرکے چین سے رہنا مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے کیسے چین مل سکتا ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہ ہر جا کہ رفت ہیچ عزت نیافت

ترجمہ: جس عزیز نے اللہ تعالیٰ سے رُوگردانی کی اور سرکشی کی جہاں سے بھی گیا کہیں عزت نہ پائی۔

نیز یہ مجاہدہ چند دن کا ہے۔ جیسے سفر میں چائے اچھی نہ ملے تو وطن کی اچھی چائے ملنے کی اُمید پر اُس کو گوارا کرلیتے ہیں اِسی طرح جنت میں حوریں ملیں گی اور یہ بیبیاں اُن سے بھی خوبصورت بنادی جائیں گی بوجہ اعمالِ صالح کے۔

۲۷) جو آدمی بدنگاہی اور شہوتِ نفسانی کا بیمار ہو وہ بس خلوت میں اتنی دیر رہے جتنی دیر کہ تلاوت وذکر یا دینی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ ورنہ فارغ ہونے کے بعد بھی خلوت میں رہنے سے شیطان دل میں گندے خیالات کا سمندر اور طوفان اُٹھانا شروع کردے گا۔ اِسی لیے مصروف زندگی

اکثر گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اپنے لڑکوں کو ابتدائے جوانی میں خوب مصروف رکھنا چاہیے خالی نہ بیٹھنے دے اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندے خلوت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ مجھ کو کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد اُن کی دلنشیں ہوتی

لیکن جن کی زندگی کا کوئی زمانہ گناہوں میں ملوث ہو چکا ہے ایسے لوگ جب تنہائی میں فارغ بیٹھیں گے تو خیالاتِ فاسدہ کا ہجوم ہوگا اور سینے کی خیانت کے گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہو جاویں گے لہٰذا ایسے لوگ معمولات سے فارغ ہو کر اپنے بیوی بچوں کی خدمت میں یا صالحین کی صحبت وخدمت میں مصروف کرلیں اکیلے نہ رہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ بُرے ساتھی سے تو تنہائی بہتر ہے اور نیک ساتھی بہتر ہے تنہائی سے۔

۲۸) بعض سالکین اور صالحین کو صحبتِ شیخ اور معمولاتِ ذکر کی پابندی کے باوجود بھی شہوت اور بدنگاہی کے تقاضے پریشان کرتے رہتے ہیں اور وہ اِس طرح کہ کبھی بہت زور ہوتا ہے اور کبھی ہلکا تقاضا ہوتا ہے۔ پس اِس سے گھبرانا نہ چاہیے کہ دل میں ایک سمندر رہے اور سمندر کا پانی کبھی آگے بڑھ جاتا ہے جس کو مد کہتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹ جاتا ہے اِس کو جزر کہتے ہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بھی سالک پر دو حالتیں پیش آتی رہتی ہیں ایک حالت کا نام بسط ہے، دوسری کا نام قبض ہے۔ بسط کی حالت میں ذکر میں دل خوب لگتا ہے نفس و شیطان کے تقاضے کمزور رہتے ہیں، اور قبض کی حالت میں ذکر میں مزہ کم ملتا ہے بلکہ بعض وقت بالکل دل نہیں لگتا اور گناہوں کے تقاضے شدید ہوتے ہیں۔ اِس حالت میں شیطان کا ایک زبردست حملہ یہ ہوتا ہے کہ ارے بھائی تیرا بزرگوں کے پاس جانا بے کار ہے، تو کولھو کی بیل کی طرح ترقی سے محروم ہے، جہاں پر تھا وہیں اب بھی ہے، سب چھوڑ، تیرا کام اللہ تعالیٰ کا راستہ چلنا نہیں یہ بڑے ہمت والوں کا کام ہے، تو چل میرے ساتھ سینما دیکھ اور خوب عورتوں کو دیکھ کر مزے اُڑا۔ اور ٹانگ پھیلا کر سوتا رہ۔ تیرے اُوپر تیرے مرشد کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ غرض اِس طرح کی باتیں اُس کے دل میں شیطان ڈالتا ہے۔ اُس وقت ہوشیاری سے اُس مردود کے مشورے کو لات مار دے اور اپنے مرشد کی صحبت میں جاتا رہے اور توبہ و استغفار کثرت سے کرتا رہے اور یقین کرلے کہ قلب کے معنیٰ بدلنے کے ہیں دل سب کا بدلتا رہتا ہے۔ حتّٰی کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ ۔

گہے فرشتہ رشک برد زپاکی ما
گہے دیو خندہ زند زناپاکی ما

ایماں چو سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی وچالاکی ما

ترجمہ: کبھی تو فرشتہ ہمارے اچھے حالات پر رشک کرتا ہے، کبھی ہماری دینی بدحالی پر شیطان بھی ہنستا ہے۔ پس ایمان جب ہم سلامتی کے ساتھ قبر میں لے جاویں گے تو سمجھ لوں گا کہ بے شک ہم بڑے صالح اور نیک اور چست تھے دین میں۔

جب ایسے کاملین پر حالات کا تغیر ہوتا ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر یکساں حالت رہے تو سالک میں کبر اور عجب پیدا ہو جاوے گا اور خدا سے دُور ہو جاوے گا جبکہ قبض کی بدحالی پر سالک نادم ہوتا ہے اور اپنے کو مخلوق میں سب سے کمتر سمجھتا ہے۔ یہ وہ بلند مقام ہے جو بسط کی حالت سے کبھی نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذِلت اور عبدیت اور فنائیت ہی کی قدر ہے جو قبض کی حالت میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اِس حالت سے نااُمید نہ ہو اور انتظار کرے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حالت کچھ دن میں بسط کی حالت سے تبدیل ہو جاوے گی۔ جب تک تبدیل نہ ہو اِسی میں اپنا نفع سمجھے۔ حالتِ قبض میں حضرت خواجہ صاحب کے چند اشعار کو پڑھتا رہے جو دراصل حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ہیں۔

جب گناہوں کا تقاضا زور پر ہو تو یہ اشعار پڑھے ؎

طبیعت کی رَو زور پر ہے تو رُک
نہیں تو یہ سر سے گزر جائے گی

ہٹالے خیال اُس سے کچھ دیر کو
چڑھی ہے یہ ندی اُتر جائے گی

ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ
اس سے بچ رہرو کہ ہے یہ سدراہ

لب پہ ہر دَم ذکر ہو دل میں ہر دَم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہے صاف تا دربارِ شاہ

اگر نفس باربار مغلوب ہو رہا ہے تو یہ اشعار پڑھے ؎

کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت نہ ہار تو
اِس کو پچھاڑ کے بھی نہ پچھڑا ہوا سمجھ
ہر وقت اِس کمین سے رہ ہوشیار تو

✧✧✧✧

نہ چت کرسکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اِس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دَبالے کبھی تو دَبالے

✧✧✧✧

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

✧✧✧✧

رہِ عشق میں ہے تگ و دو ضروری
کہ یوں تابہ منزل رسائی نہ ہوگی
پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت
تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

۲۹) طبیعت کی گندگی بعض لوگوں کی دیر تک نہیں جاتی تو نااُمید نہ ہو کیوں کہ طبیعت کی گندگی اور بُرے تقاضوں پر عذاب نہ ہوگا بلکہ مجاہدہ کا ثواب ملے گا۔

بُرے تقاضے پر جب تک عمل نہ کرے کچھ غم و فکر کی بات نہیں چاہے تمام عمر یہ مجاہدہ اور تکلیف رہے۔ نفس دراصل مجاہدہ سے گھبراتا ہے اِس لیے اِس کی تکلیف کا خیال نہ کرے اپنے دل کی آرزو کو توڑ دے اور حکمِ الٰہی کو نہ توڑے۔

حکایت

مثنوی مولانا روم میں ہے کہ سلطان محمود نے اراکینِ سلطنت سے ایک نایاب اور بیش قیمت موتی کو پتھر سے توڑنے کا حکم دیا۔ سب نے انکار کر دیا کہ اتنا قیمتی موتی جو دربارِ شاہی میں نادر اور بے مثل ہے توڑنا مناسب نہیں۔ ایاز کو حکم دیا اُس نے فوراً توڑ دیا اور جب اُس سے پوچھا گیا: تم نے کیوں توڑا؟ تو اُس نے جواب دیا ؎

گفت ایاز اے مہتران نامور
امرِ شہ بہتر بہ قیمت یا گہر

ایاز نے کہا: اے حضرات! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی؟ اِس حکایت میں یہی سبق مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ اِن حسین صورتوں کو دیکھنے کی آرزو توڑنے میں دیر نہ کرو۔ امرِ الٰہی کے مقابلے میں دل کی کچھ قیمت نہیں۔ اِن شمس و قمر صورتوں سے نظر بچاؤ پھر قربِ الٰہی کی لذّت و حلاوت دل میں دیکھو ؎

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دِکھایا رُخِ زیبا تو نے

۳۰) نگاہ کی حفاظت پر نقد انعام ایمان کی حلاوت کا عطا ہوتا ہے۔

۳۱) اگر ایسی حسین صورت سے نظر ہٹالی اور قلب کا رُخ پھیرا جس پر سلطنت لُٹا کر اُس کو حاصل کرنے کو دل چاہتا تھا تو ان شاء اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت راہِ حق میں سلطنت لُٹانے والوں کے گروہ میں اُٹھایا جاوے گا۔ یعنی حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سلطنتِ بلخ خدا کی راہ میں چھوڑی تھی اُن کے مقام پر یہ عاشق مفلس بھی ہوگا۔ کیوں کہ یہ سلطنت تو نہیں رکھتا تھا لیکن اِس نے ایسی آرزو کا خون کیا ہے اور ایسی دلکش صورتوں سے دستبردار ہوا ہے جن پر سلطنت بھی ہوتی تو فدا کر دیتا مگر حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر خونِ آرزو کا گھونٹ پی گیا ؎

عارفاں زانند ہر دَم آمنوں
کہ گزر کردند از دریائے خوں
(رومی)

ترجمہ: عارفین اِسی سبب سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے تعلقِ خاص کے فیض سے امن اور سکون میں ہیں کہ اُنہوں نے مجاہدات کے دریائے خون سے اپنے نفس کی کشتی کو عبور کیا ہے۔

آرزوئے دل کو جب زِیر وزَبر کرتے ہیں وہ
ملبۂ دل میں اُن ہی کو میہماں پاتا ہے دل
(اختر)

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے
میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے
(اختر)

احقر کی ایک نظم مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اِس شعر کی تشریح میں یعنی مجاہدات کے دریائے خون کی وضاحت میں ہے جس کا نام ''خون کا سمندر'' ہے اُس کا اقتباس یہاں درج کرتا ہوں اور اِس سے قبل بطور تمہید دو شعر احقر کے ملاحظہ ہوں۔

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے
وہ سرخیاں کہ خونِ تمنا کہیں جسے بنتی شفق ہیں مطلع خورشیدِ قرب کی

مجاہدات کے خون کا سمندر

(از مؤلف)

سنو داستانِ مضطر
ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر
یہ لہولہاں کا منظر
مرا سر ہے زیرِ خنجر
مرے خوں کا بحرِ احمر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

میں کلی ہوں ناشگفتہ
مری آرزو شکستہ
میں ہوں ایک ہوش رفتہ
مرا درد راز بستہ
مری حسرتوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرے دل میں غم نہاں ہے
مری چشم خوں فشاں ہے
مرے لب پہ وہ فغاں ہے
کہ فلک بھی نوحہ خواں ہے
مری بے کسی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جینا
لہو آرزو کا پینا
یہی میرا جام و مینا
یہی میرا طورِ سینا
مری عاشقی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری آہ کا اثر ہے
مرے درد کا ثمر ہے
کہ جہاں بھی سنگِ در ہے
مرے آنسوؤں سے تر ہے
مری وادیوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غم زدہ جگر ہے
مری چشم چشمِ تر ہے
مرا بحر خوں سے تر ہے
مرا بر لہو سے تر ہے
مرے بحر و بر کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالقِ جہاں ہے
وہی میرا راز داں ہے
مرا حال خود زباں ہے
مرا عشق بے زباں ہے
کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری فکر لامکاں ہے
مرا درد جاوداں ہے
مرا قصہ دلستاں ہے
مری رَگ سے خوں رواں ہے
مرے خون کا سمندر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غم خوشی سے بہتر
مرا خار گل سے خوشتر
مری شب قمر سے انور
غمِ دل ہے دل کا رہبر
غمِ رہنما کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ کرم ہے ان کا اخترؔ
جو پڑا ہے ان کے در پر
کوئی زخم ہے جگر پر
غمِ شام ہے سحر پر
مری زندگی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

۳۲) بدنگاہی کرنے والوں کے گردے اور مثانے کمزور ہوجاتے ہیں مادۂ منی رقیق ہوجاتا ہے جس سے پیشاب کے قطروں کی شکایت اور سرعت اِنزال کی شکایت ہوجاتی ہے کمر میں درد، اعصاب اور دل ودماغ کمزور ہوجاتے ہیں۔

۳۳) بدنگاہی کرنے والوں کی آنکھیں بے رونق اور چہرے پر پھٹکار برستی ہے کیوں کہ بدنگاہی کرنے والے اور اُن عورتوں کے بارے میں جو اپنے آپ کو بے پردہ دکھاتی پھرتی ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت فرمائے اللہ، ناظر پر بھی اور منظور الیہا پر بھی، اور لعنت کا مفہوم خدا کی رحمت سے دُوری اور محرومی ہے۔ پس ایسے چہروں پر کیسی پھٹکار برسے گی۔

۳۴) حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدنگاہی کرکے آیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔[۴۸] معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو اپنی بصیرت سے اُن کی آنکھوں سے بدنگاہی کی ظلمت کا ادراک اور شعور ہوجاتا ہے۔

۳۵) حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک حسین لڑکا جو صالح اور متقی تھا اُس کو ایک بڑے میاں شہوت کی نظر سے بار بار دیکھتے تھے۔ اُس لڑکے کو اپنے قلب کی سلامتی اور نورِ تقویٰ کی برکت سے اُن کی آنکھوں سے اُس بدنگاہی کی ظلمت کا احساس ہوگیا اور موقع مناسب دیکھ کر عرض کیا کہ بڑے میاں! آپ مجھے جو بار بار دیکھتے ہیں تو میرے قلب میں آپ کے اِس عمل سے تاریکی محسوس ہوتی ہے۔ اُنہوں نے اقرار کیا کہ واقعی ہم گناہ گار ہیں اور آپ کو بُری نیت سے اور نفس کے تقاضے سے دیکھا کرتے تھے اب میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ کو دیکھنے سے آیندہ اپنی نظر کی احتیاط اور حفاظت رکھوں گا۔

---

[۴۸] تفسیر القرطبی: ۱۰/۴۴، الحجر (۷۵) دار الکتب العربی، القاہرۃ، ذکرہ بلفظ وفی عینیہ اثر الزنا

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکا متقی اور ذاکر تھا۔ ذکر کے نور سے یہ بصیرت اُس کو حاصل ہوئی تھی۔

۳۶) بد نگاہی کی عادت کے ساتھ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا اور نہ ذکر و طاعت کی حلاوت اُسے حاصل ہوگی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بد نگاہی کا یہی عذاب کیا کم ہے کہ ذکر و عبادت کی حلاوت (مٹھاس) ختم ہو جاتی ہے۔

۳۷) بد نگاہی کرنا ایسا ہے کہ دل غیر خدا کو دے دینا ہے کیوں کہ دل سینے سے نہیں چوری ہوتا ہے، آنکھوں کے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ اِسی سبب سے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ ببند

اگر تو چاہتا ہے کہ دل کسی کو نہ دے تو آنکھیں بند رکھ (حسینوں سے) کیوں کہ۔

ایں دیدہ کہ شوخ میبرد دل بکمند

یہ شوخ نظر دل کو سینے سے نکال لیتی ہے، اور دل تو اُسی کو دینا چاہیے جس نے دل دیا ہے۔ اِسی لیے اللہ والوں کو اہلِ دل بھی کہتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

اہلِ دل آنکس کہ حق را دل دہد
دل دہد او را کہ دل را می دہد

اہلِ دل وہ ہے جو اپنا دل خدا کو دے دے یعنی دل اُس کو دے دے جو دل عطا فرماتا ہے۔

عاشقِ مجازی کا دل جب معشوقِ فانی لیتا ہے تو اُس کو پریشانی شروع ہو جاتی ہے کیوں کہ آبِ شور پیاس کا علاج نہیں لہٰذا بے ساختہ کسی شاعر نے کہا۔

دل گیا رونقِ حیات گئی

مگر اللہ والے جب اپنا دل خدائے تعالیٰ پر فدا کرتے ہیں تو اُس خالقِ دل کی طرف سے اُن کے دل میں وہ چین اور سکون عطا ہوتا ہے جو بڑے بڑے سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ تمام کائنات اُس سکون سے بے خبر ہے جو اللہ والوں کی روح کو ربّ الارواح سے عطا ہوتا ہے۔ جو شکر کا خالق ہے جو قمر کا خالق ہے جب وہ کسی کے دل میں اپنا رابطہ عطا فرمائے گا تو

سمجھ لیجیے کہ کیسی کچھ مٹھاس اپنے قلب میں پائے گا اور وہ کیسا قمر دل میں پائے گا ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

طریقِ عشق میں دیکھے کوئی جولانیاں دل کی
کہ دَم میں دونوں عالم سے گزر کر پہلی منزل کی

پس اللہ والوں کو یہ انعام ملتا ہے کہ اُن کی رونقِ حیات اور بڑھ جاتی ہے۔ زندگی میں حقیقی زندگی عطا ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ جسم تو قائم ہے جان سے اور خود جان اپنے اندر جان پا جاتی ہے جب اپنے خالق سے رابطہ اور قرب کی دولت پا جاتی ہے، ورنہ خدا سے دُوری میں جان خود بے جان ہوتی ہے پھر ایسی بے جان جان سے جسم کی کیا رونق اور اُس کو کیا سکون مل سکتا ہے۔ قرآن میں اِسی نعمت کا اعلان ہے کہ

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ [۴۹]

خبر دار ہو جاؤ خوب غور سے سُن لو کہ دلوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے اطمینان ملتا ہے۔ اور جن کو ذکر کرنے کی ابھی توفیق نہیں وہ آزمانے کے لیے اللہ والوں کے پاس ذرا بیٹھ کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ سکون کے ایئرکنڈیشنڈ روم میں بیٹھ گئے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اُن کا دل فیصلہ کرلے گا بشرطیکہ معاند بن کر نہ جائیں قلب کے آئینے کو صاف کر کے جائیں۔ حُسنِ ظن نہ ہو تو بدگمانی بھی نہ ہو، دل کو بالکل خالی کر کے کچھ دیر اُن کی باتیں سُنیں۔ جیسے مجنوں کو لیلیٰ کی قبر سے لیلیٰ کی خوشبو آتی تھی۔ اِسی طرح اِن اللہ والوں کے ابدان اور اجسام سے مولیٰ کی خوشبو محسوس ہو گی۔ کیوں کہ عطر کی شیشی سے بھی عطر کی خوشبو آتی ہے۔ جس شیشی میں قیمتی عطر ہوتا ہے اُس شیشی کی بھی حفاظت اور قدر و منزلت کی جاتی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے اجسام کا احترام اور توقیر اِس سبب سے مامور بہ ہے کہ اُن کی ارواح میں مولائے کریم ربّ العرش العظیم کے قرب ورابطے کا موتی چھپا ہوتا ہے۔

---

[۴۹] الرعد:۲۸

۳۸) چھوٹے بچے کو ماں کے علاوہ کوئی چھین لے جاوے تو بے چین رہے گا اور اگر غیر سے چھین کر ماں کی گود میں کوئی بٹھا دے تو کس قدر اُس کو سکون ملے گا، تو اِسی طرح دل کا بھی یہی حال ہے کہ جب آنکھوں کے دروازے سے (بد نگاہی سے) شیطان دل کو اغوا کر کے، ڈاکہ مار کے کسی غیر اللہ کے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے تو بے چین رہتا ہے نیند حرام ہو جاتی ہے بعض لوگوں نے شدتِ صدمہ والم سے خود کشی کر لی اور حرام موت کی سزا الگ خرید لی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور جب دل کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کسی اللہ والے کی صحبت کی برکت سے حاصل ہو جاتا ہے تو گویا اُس نے اپنے دل کو آغوشِ رحمتِ خداوندی میں بٹھا دیا تو ماں کی گود کا سکون اس ارحم الراحمین کی آغوشِ رحمت کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ احقر کے شعر ہیں۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
اُن کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا
معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن
اختر کو تیرے درد نے پہروں رُلا دیا

۳۹) بد نگاہی سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت بڑھتے بڑھتے عشق سے بدل جاتی ہے پھر عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور بے عقلی سے اپنے دل کے تقاضے مجرمانہ راستوں سے پورے کرنے لگتا ہے حتٰی کہ پھر رُسوائی، ذلت، پٹائی، جیل کی سزا اور قتل و پھانسی تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ جب کلمہ پڑھایا جاتا ہے تو دل میں جس مردار کی محبت گھسی ہوتی ہے اُسی کا نام نکل جاتا ہے اور اِس طرح خاتمہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور دُنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں جو کتابوں میں موجود ہیں۔

۴۰) حسین صورتوں کی طرف جذب و کشش کے متعلق مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر ز صورت بگزری اے دوستاں
گلستاں است گلستاں است گلستاں

ترجمہ: اے دوستو! اگر صورت پرستی سے تم خلاصی پاجاؤ تو پھر حق تعالیٰ کے قرب کا باغ ہی باغ تمہیں نظر آئے گا۔

عشق ہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ: جو عشق عارضی رنگ وروغن کے سبب ہوتا ہے وہ جلد ہی زائل ہونے کے بعد شرمندگی اور ندامت کا سبب بنتا ہے۔

اِسی عارضی حیات کو امتحان کی حالت میں سمجھنا چاہیے تقویٰ کے ساتھ مجاہدہ اور تکلیف کا تحمل راحتِ دائمی کا سبب ہوتا ہے۔ جب یہاں کی فانی زندگی میں فانی صورتوں کی طرف جذب ومیلان پریشان کرے عذابِ دوزخ کے مراقبہ کے ساتھ جنت کا بھی تصور کرے کہ جلد ہی یہ امتحان کا زمانہ موت سے ختم ہوجائے گا اور پھر جنت میں ایسی حوروں سے ملاقات ہوگی جو گوری گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہیں اور اُن میں محبوبیت بلا کی ہوگی اور ہم عمر نوخیز ہوں گی یہ مجاہدہ چند دن کا ہے پھر لطف ہی لطف ہوگا۔ احقر کا یہ شعر بھی خیال میں رہے۔

دُنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت حوروں سے لپٹ جانا

آخرت میں ہر آرزو کی تکمیل کے لیے دُنیا میں ناجائز آرزوؤں کا خون رائیگاں نہیں ہے۔ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

نیم جاں بستاند و صد جان دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

مجاہدے میں حق تعالیٰ بندوں سے آدھی جان لیتے ہیں اور اُس کے عوض میں سو جانیں عطا فرماتے ہیں۔ کیا ہی نفع بخش تجارت ہے کہ آدھی جان کے بدلے اُس کریم ربّ سے ساڑھے ننانوے زیادہ پاوے گا اور اِس سے بھی زیادہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جو تمہارے وہم میں بھی اِس وقت متصور نہیں ہوسکتی ہیں۔

نے ہمہ مُلکِ جہاں دوں دہد
بلکہ صدہا مُلکِ گو ناگوں دہد

صرف اِسی دُنیائے حقیر کا مُلک نہیں عطا فرماتے بلکہ سینکڑوں مُلک باطنی قسم قسم کے عطا فرماتے ہیں۔ دُنیا میں بس اِس طرح سے جینا چاہیے کہ حق تعالیٰ جس طرح خوش ہوں اِسی میں ہم بھی خوش رہیں۔ اپنی تجویز ختم کر کے لذتِ تسلیم چکھیے۔ احقر کے چار اشعار ؎

حقیقت بندگی کی ہے یہی اے دوستو سُن لو
دِل پُر آرزو رکھتے ہوئے بے آرزو رہنا

علامت جذب پنہاں کی یہی معلوم ہوتی ہے
تری خاطر مری ہر سانس وقفِ جستجو رہنا

✿✿✿✿

یہ دعوت بے زباں بھی ہے مگر آتش فشاں بھی ہے
گریباں چاک ہو کر عشقِ حق میں کو بہ کو رہنا

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر کہ جس نے دی جوانی کو

اِس شعر کی تشریح یہ ہے کہ ایک بلاک (بعض مقامات پر اس کو اینٹ کہتے ہیں جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔) جس سے یہاں مکان تعمیر کیے جاتے ہیں دو روپے قیمت سے خوب سیمنٹ ڈال کر تیار کریں اور اُس کو کسی بھنگی کے مکان میں لگا دیں اور اِسی طرح دوسرا بلاک اِسی قیمت کا اپنے بیت الخلا میں لگا دیں اور اِسی قیمت کا تیسرا بلاک مسجد کی تعمیر میں لگا دیں اور چوتھا بلاک اِسی قیمت کا مسجدِ نبوی میں لگا دیں اور پانچواں بلاک اِسی قیمت کا خانۂ کعبہ میں لگا دیں تو آپ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ سب بلاک اپنی قیمت کے اعتبار سے تو یکساں اور برابر ہیں مگر موقع استعمال سے کیا اِن کی حیثیتوں اور شرافتوں میں فرق نہیں ہوا؟ کیا بیت الخلا کے اندر کا بلاک دعوائے ہمسری کر سکتا ہے مسجد کے اندر لگے ہوئے بلاک سے؟

پس اگر اِس کی جوانی طوفانی خواہشات کی نذر کر دی گئی تو مرنے سڑنے گلنے والی لاشوں پر جوانی کا بلاک لگ کر جوانی بے قیمت ہو گئی۔ خاک سے بنا عاشق خاک سے بنے معشوق پر فدا ہو کر تباہ ہو گیا۔ خاک جب خاک پر فدا ہو گی تو گویا خاک نے اپنے کو خاک میں ملا دیا۔

جیسا کہ قبرستان میں عاشق اور معشوق دونوں کی قبروں میں چھ ماہ بعد اُن کا حشر دیکھ سکتے ہو کہ دونوں خاک ہو کر رہ گئے، برعکس اِس کے اگر جوانی کو حق تعالیٰ کی عبادت میں صَرف کیا اور اُن کی رضا کے تابع کر دیا تو گویا جوانی کے بلاک کو رضائے الٰہی کے محل میں لگا دیا پھر یہ جوانی کس قدر قیمتی ہو گی۔ حق تعالیٰ کی اِس توفیق پر وہ جوانی جس قدر بھی شکر کرے حق ادا نہیں ہو سکتا اور قیامت کے دن اِس جوان کو عرش کا سایہ عطا ہو گا اور کیسے کیسے انعامات سے نوازا جائے گا۔ پس خونِ ارماں کا غم نہ کرے بلکہ شکر کرے اور بزبانِ حال کہے ؎

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

خلاصۂ رسالہ یہ ہے کہ بد نگاہی اور عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے دُنیا اور آخرت دونوں کی، جسے تباہی منظور ہو وہی اِس بیماری کے علاج سے غفلت کرتا ہے۔ ایسے مریضوں کو چاہیے کہ فوراً کسی روحانی معالج یعنی اللہ والے شیخِ کامل سے اپنا حال بتا کر علاج شروع کر دے اور ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ اللہ والے ایسے بُرے حالات سُن کر حقیر سمجھیں گے یا نفرت کریں گے بلکہ یہ حضرات ایسے بیماروں پر نہایت درجہ شفقت و مہربانی کرتے ہیں اور اِس خدمت کو اپنی خوش قسمتی اور حصولِ رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان حالات کو امانت سمجھ کر کسی مخلوق پر ظاہر بھی نہیں کرتے۔ ماں باپ سے بھی زیادہ رحمت و شفقت اور مہربانی اگر دیکھنا ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں مشاہدہ کریں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والوں کے پاس آنے جانے کے اہتمام کو اور اُن کے مشورے پر عمل کو اِس شدید بیماری اور ناسورِ کہنہ سے شفائے کاملہ کے لیے اکسیر اور مجرب پائیں گے۔

الحمد للہ کہ یہ باب عشقِ مجازی و بد نگاہی مع علاج آج تمام ہوا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے حُسنِ قبول اور نافع فرمائیں، آمین۔

کتبہ: محمد اختر عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ

تتمہ مضمون بد نظری و عشقِ مجازی مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار

حسن عارضی پر احقر کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔ دنیا کے شاعر لفظ ''عارض'' رخسارِ محبوب کو کہتے ہیں ؎

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

داڑھی مونچھ نکل آنے پر لڑکوں کے اِس عارضی حُسن کے زوال پر احقر کے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

کبھی جو سبزہ آغازِ جواں تھا
تو وہ سالارِ گروہ دلبراں تھا

بڑھاپے میں اُسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

زوالِ حُسن کا منظر اب آپ احقر کے اِس شعر میں ملاحظہ فرمایئے ؎

یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حفاظتِ نظر کے سلسلے میں احقر کا سبق آموز شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یعنی اپنی بینائی کو جو حق تعالیٰ کی امانت ہے نامحرم یا اَمرد کے سامنے استعمال نہ کیا۔ اور مختار ہوتے ہوئے اپنے عارضی اختیار کو مختارِ حقیقی کے حکم پر قربان کردیا۔ اور جب سامنے سے نامحرم یا اَمرد ہٹ گئے تو بینا بن گئے۔ محلِ حلال میں بینا اور محلِ حرام میں نابینا بن گئے۔

بد نظری سے احتیاط پر انعام کے سلسلے میں احقر عرض کرتا ہے کہ سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے تو سلطنتِ بلخ خدا کی راہ میں دی تھی لیکن ایک فقیر اور مفلس بندہ اگر سلطنتِ بلخ کی متبادل کسی حسین صورت سے اپنی نظر کو بچا لیتا ہے تو گویا اُس نے بھی سلطنتِ بلخ لٹادی، اور اگر بار بار نظر کی حفاظت کرتا ہے تو ہر بار سلطنتِ بلخ فدا کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور اگر ہفت اقلیم دے کر اُس حسین کو خریدنے کا داعیہ ہو اور پھر بھی اپنی نظر کی حفاظت ایسے حسین سے کرلی تو ہفت اقلیم خدا کی راہ میں فدا کرنے کا اجر اُس کو ملے گا۔ اِس مضمون کے پیش نظر اب احقر کے اشعار سبق آموز ملاحظہ ہوں ؎

نگہ جس نے نامحرموں سے بچالی
حلاوت بھی ایماں کی اُس نے پالی
دیا مُلک و اقبال جاہِ بلخ کا
ہے شہرہ زبانوں پہ شاہِ بلخ کا
مگر پی گیا جو لہو آرزو کا
نہ دیکھا کبھی منہ کسی خوبرو کا
اگر شاہِ ادہم سے برتر نہیں ہے
ولے شاہِ ادہم سے کمتر نہیں ہے
جو دل رُو کش غیر حق ہو رہا ہے
فقیری میں شاہِ بلخ ہو رہا ہے
مہ و شمس سے دست بردار ہو کر
میں پہنچا خدا تک سردار ہو کر
ہوئی تیغِ حق سے شہادت کسی کی
نہیں جس پہ لیکن شہادت کسی کی
مگر دل کے اندر لہو آرزو کا
خدا نے تو دیکھا یہ منظر لہو کا

❁❁❁❁

قیامت کے دن باطنی یہ شہادت
کرے گی شہیدوں کے صف میں اقامت
جس عاشق کا سر ہو تری تیغ سے خم
عجب کیا کہ ہو رشکِ سلطانِ ادہم

نوٹ: یہ اشعار بھی حالیہ سفر ہند (حیدرآباد دکن) میں ہوئے ہیں۔ایک شعر بعد نمازِ فجر یہ موزوں ہوا جو سالک کے مجاہدات کے ثمرات پر بشارت دیتا ہے۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اُس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

انعامِ خونِ تمنا

جو سالک اپنی آنکھوں کی حفاظت میں اپنے دل کی خواہشات کا خون کرتا ہے تو اس مجاہدہ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے سینے میں اپنی محبت کا درد بھرا دل عطا فرما دیتے ہیں اور اس کے کلام اور وعظ میں اثر عطا فرما دیتے ہیں جس سے دوسروں کے قلوب بھی حق تعالیٰ کی محبت کے لیے تڑپ جاتے ہیں بالخصوص جو سالک جوانی ہی سے حق تعالیٰ کا فرماں بردار ہو جائے اور اپنی جوانی فدا کر دے اُس ذاتِ پاک پر ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر کہ جس نے دی جوانی کو

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسنِ فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں

پس اپنی کوئی مرضی جب شریعت کے خلاف ہو تو اُس آرزو کا خون کرنا اور نفس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا یہ ایک ایسا جہادِ اکبر ہے جو تمام عمر سالک کو جھیلنا پڑتا ہے۔ لیکن اِس مجاہدے کے صلے میں جو درد بھرا دل عطا ہوتا ہے اُس کی خوشبو خود اُس سالک کو بھی مست کرتی ہے اور اُس کے پاس بیٹھنے والے بھی ایسے سوختہ جان کی صحبت سے حق تعالیٰ کی محبت کا وہ دردِ لذیذ پا جاتے ہیں جس دولت کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے کہ میں سینے میں ایک درد بھرا دل رکھتا ہوں جس میں حق تعالیٰ کی محبت کے موتی بھرے ہیں اس دولت لازوال کے ہوتے ہوئے کون ہے روئے زمین پر اِس آسمان کے نیچے جو مجھ سے زیادہ رئیس ہو ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

اور حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ملک دُنیا تن پرستاں را حلال

ما غلام عشق ملک لا زوال

ترجمہ: دُنیا کا مُلک تن پرستوں کو مبارک ہو اور ہم تو حق تعالیٰ کی محبت کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں۔
ایسے ہی عاشقینِ حق کے کلام میں بھی درد ہوتا ہے۔ اب تمام مضمون مذکورہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے احقر کا شعر ملاحظہ فرمائیے اور یہ شعر حیدر آباد دکن میں بعد نمازِ فجر موزوں ہوا۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اُس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے
(اختر)

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا
(اصغرؔ)

اِسی مضمون کے مناسب حق تعالیٰ کے عاشقین کے کلام میں اثر ہوتا ہے اور درد بھرے دل سے الفاظ نکلتے ہیں۔ اِس پر چند اشعار جو الٰہ آباد میں موزوں ہوئے پیش ہیں۔

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب بولتی ہے
خرد ہے محو حیرت اِس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پاسکتے نہیں دردِ نہانی
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صد را بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

بوڑھے آدمی کو چاہیے اپنے نفس کو نہ بوڑھا سمجھے ہر وقت نفس کی طرف سے ہشیار رہے۔ خواہشاتِ نفسانیہ پر بڑھاپا نہیں آتا، اس مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو۔

مت دیکھنا سفیدئ ریش دراز کو
ہے نفس نہاں ریش مسود لیے ہوئے

اہل اللہ کی صحبت میں جو دن گزر جائیں تو اُن کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور احقر عرض کرتا ہے کہ جس شخص کو یہ تمنا ہو کہ وہ جنت کا مزہ دُنیا میں چکھ لے تو اُس کو چاہیے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھے، عاشقانِ حق کی صحبت میں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سکون ملے گا جو سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہے۔ اِسی مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو ؎

میسر چوں مرا صحبت بہ جانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت بر زمیں از آسماں آید

ترجمہ: جب عاشقانِ حق کی صحبت مجھے میسر ہو جاتی ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت زمین پر آسمان سے اُتر آئی ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کے لطف کو احقر نے چند اشعار میں اِس طرح عرض کیا ہے ؎

اُف مری جنت کے وہ لیل و نہار
ہائے تیرا در وہی تیرا دیار

یہ خزاں ہو جائے میری پُر بہار
گر میسر ہو مجھے دربارِ یار

ہاں بنامِ جامِ مے و میکدہ
اپنے رندوں کو نہ بھول اے ساقیا

اے تو صد مینا و صد جام و سبو
اے تو تنہا میکدہ از فیض ہو

آہ جب سنتا ہوں میں کوئل کی کو
تیز ہو جاتی ہے میری ہائے ہو

اے تو خنداں درمیاں گلہائے ہو
من پریشاں در غمِ صحرائے ہو

بہر رازِ سرمدی و رازِ ہو
من ترا جویم حبیبا کو بہ کو

عاشقانِ حق کی صحبت کی مٹھاس
پاؤ گے جب چھوڑ دو دُنیا کی گھاس

مر کے تو چھوڑو گے آخر دوستو
زندگی ہی میں اِسے تم چھوڑ دو

دل ہے جس کا گھر اُسے آنے تو دو
گھر نہیں جن کا اُنہیں جانے تو دو

خالقِ عالم ہو دل میں آشکار
دیکھنا پھر دل کے عالم کی بہار

اہلِ دل کے دردِ دل کا گلستاں
درس گاہِ غم برائے عاشقاں

شرح غم بھی مجھ سے سُن لو دوستو
ہاں مگر پہلے کلیجہ تھام لو

ہاں مگر جس کو خدائے پاک دے
دردِ دل بہر دلِ غمناک دے

دوستو یہ غم غمِ دنیا نہیں
یہ وہ غم ہے جو نہیں ملتا کہیں

مست کرتا ہے جو جانِ انبیاء
ہے وہی غم تو ہمارا مُدعا

سینہ جو اِس درد سے اپنا بھرے
کیوں نہ پھر حق پر جیے حق پر مرے

زندگی بے دوست کیا ہے زندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

بد نظری اور عشقِ مجازی سے نجات حاصل کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا طریقہ چار اجزاء سے مرکب ہے:

۱) تقویٰ حاصل کرنا۔

۲) کسی متقی بندے کی صحبت میں بار بار حاضری دینا بلکہ کچھ دن کے لیے رہ پڑنا جس کی کم از کم مدت چالیس دن ہے اور زیادہ سے زیادہ چار ماہ ہے، اور اگر اتنی فرصت نہ ہو تو جتنا وقت مل سکے غنیمت سمجھے۔ اور متقی بندے سے مراد وہ مرشدِ کامل ہے جو کسی شیخِ کامل کا اجازت یافتہ ہو۔

۳) اُس بندے کی صحبت کا نفع موقوف ہے اِس بات پر کہ اپنا سب حال اُس سے کہا جاوے پھر جو مشورہ اُس کی جانب سے ملے اُس کی اتباع کی جاوے۔

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لیے
اطلاع و اتباع و اعتماد و انقیاد

۴) شیخِ کامل کے مشوروں پر عمل کرنے میں جو مجاہدات پیش آئیں اُن کو برداشت کرنا بس چند دن یہ مجاہدات ہیں پھر ہنسنا ہی ہنسنا ہے۔

چند روزے جہد کن باقی بخند

حکایت

ہمارے مرشدنا حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرید کو جو بد نظری کی سخت بیماری میں مبتلا تھے، کپڑے کی دوکان کرتے تھے۔ ہر بد نظری پر پانچ

روپیہ جرمانہ مقرر فرمایا اور تحریر فرمایا کہ یہ جرمانہ خود نہ ادا کرنا بلکہ ہر دوئی مجلس دعوۃ الحق میں بھیج دینا خود خرچ کرنے میں نفع نہ ہوگا۔ بس یہ علاج ایسا مفید ہوا کہ دس دن کے بعد اُن کا خط آیا کہ دس دن کے اندر ایک بھی بد نگاہی نہ ہوئی۔ اللہ والوں کے مشوروں میں برکت ہے، خود سے آدمی یہی جرمانہ مقرر کرلے تو نفع نہ ہوگا۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب کوئی صاحبِ نسبت شیخِ کامل سے علاج کرایا جاتا ہے تو نفع ہوتا ہے، حق تعالیٰ جو تدبیر بھی اُس کے قلم سے یا زبان سے بیان کرا دیں وہ الہام سے ہوتا ہے اُس کے اندر برکت ہوتی ہے بلکہ بعض وقت کرامت کے طور پر وہ نسخہ تیر بہدف ہوتا ہے، اور اولیاء سے کرامت کا صدور ثابت بالنصوص ہے۔

حکایت

ایک شخص نہایت بدکار، بد نظر تھا شہوت کے گناہوں میں دن رات غرق تھا پھر کسی اللہ والے سے اصلاحِ نفس کی توفیق ہوئی۔ پہلے اُن کو سب بُرا کہتے تھے ذلیل پھرتے تھے اور اصلاح و حصولِ تقویٰ کے بعد وہی مخلوق اُن کی عزت کرنے لگی۔ اُن سے دُعا کرانے لگی کیوں کہ جس نہر میں پانی آجاتا ہے اُس کی شان ہی اور ہوتی ہے۔ دُور سے اُس کے قرب کی ٹھنڈک بتادیتی ہے کہ یہ پانی سے لبریز نہر ہے، برعکس جو نہر خالی اور خشک ہو وہاں خاک اُڑتی ہے۔ اِسی طرح جو دل حق تعالیٰ کی محبت کے درد سے خالی اور محروم ہوتا ہے وہ اُجڑا ہوا ویرانہ ہوتا ہے صحرائے خشک ہوتا ہے اور جس دل میں حق تعالیٰ کا خاص نور آجاتا ہے وہ تعلق مع اللہ کی برکتوں سے ہرا بھرا اور گلستاں ہوتا ہے اُس کے اندر وہ سکون ہوتا ہے جو سلاطین کو بھی خواب میں میسر نہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے ؎

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

ترجمہ: میری نہر میں پھر میرا پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا۔

بہرحال تقویٰ کی برکت سے اُن صاحب کی وہی مخلوق عزت کرنے لگی جو اُن کے فسق و فجور سے اُن کو ذلیل سمجھتی تھی اور اُن پر تبصرہ کیا کرتی تھی، اور یہ چوں کہ ولی ہونے والے تھے

اِس لیے کہا کرتے تھے۔

میرے حال پر تبصرہ کرنے والو
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

ایک دن وہ بھی آیا کہ اُن کو اُن کے شیخِ کامل نے اجازتِ بیعت بھی عطا کردی اور اُن سے دوسروں کو فیض ہونے لگا اُس وقت اُنہوں نے اپنے شیخ کا شکریہ اِس طرح ادا کیا جس کو احقر نے منظوم کردیا ہے۔

مری رسوائیوں پر آسماں رویا زمیں روئی
مری ذِلت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا

بہت مشکل تھا میرے نفس امارہ کا چت ہونا
تری تدبیر الہامی نے اِس کا سر کچل ڈالا

اِسی مضمون کو احقر نے چند اشعار میں یوں عرض کیا ہے جو ایک دوست سید صاحب کے بارے میں ہے۔

خوبرویوں سے ملا کرتے تھے میر
اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحقیر کوئی میر کی
رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

چند اقوالِ مبارکہ بابت عشق مع الامارد

۱)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے: کسی اَمرد پر نظر مت جماؤ۔(حدیث)

۲)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہزادوں سے بچو کہ یہ دوشیزہ لڑکیوں سے اشد فتنہ ہے۔

۳)حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی عالم پر کسی درندے سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا امرد سے ڈرتا ہوں۔

۴) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور اَمرد کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں۔

۵) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ کسی عابد پر شیر کا رُخ کرنا اتنا خوفناک نہیں سمجھتا جتنا غلام اَمرد کا خوف کرتا ہوں۔

٦) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر بد نظری سے ایک تیر شیطان کا لگتا ہے، اب اگر دوسری مرتبہ اُس خیال سے دیکھے گا کہ دوسری بار اچھی طرح دیکھ کر دل کو خوب تسلّی دے دیں تاکہ خلش ختم ہو جاوے تو یہ حماقت ہے، خلش ختم ہونے کے بجائے اور اضافہ ہوگا کیوں کہ ایک تیر کے بعد دوسرا تیر کھانا زخم کو گہرا کرتا ہے زخم کو بھرتا نہیں۔ خوب سمجھ لیجیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ؎

گر گریزی بر اُمید راحتے
زاں طرف ہم پیشت آید آفتے

ہیچ کنجے بے درو بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جہاں بھی راحت کی اُمید پر جاؤ گے وہاں آفت ہی آفت پاؤ گے، کوئی گوشہ بے پریشانی و فتنہ نہیں سوائے اِس کے کہ آرام صرف خلوت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی یاد میں ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

عشقِ مجازی اور بدنگاہی جیسے افعال کی برائی کو قرآن و حدیث میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے لیکن شعرائے عشقِ مجاز حُسن پرستی اور شہوت پرستی کو جذبات بھڑکانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، مرد اور عورت کے درمیان عشق و محبت کے گناہ کو عبادت قرار دیتے ہیں۔ یہ ساری خرافات اللہ اور رسول کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔ شریعت نے شرم و حیا پر مبنی ایسے پاکیزہ معاشرے کی بنیاد رکھی ہے جس کے ہر ہر فرد کا خواہ مرد ہو یا عورت کسی ناپاک فعل میں مبتلا ہونا تو درکنار اس کا تصور بھی محال ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے مجددِ وقت بصر تھے آپ نے اپنے رسالے "حسن پرستی اور عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا علاج" میں مرد اور عورت کے اختلاط سے وجود میں آنے والی ان تباہ کاریوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے انسانی معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ حضرتِ اقدس نے ان تباہ کاریوں کی وجوہات کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایسا مفصل اور جامع علاج بھی تجویز فرمایا ہے جس پر عمل کرنے سے نہ صرف عشقِ مجازی یعنی عذابِ الٰہی سے نجات مل جاتی ہے بلکہ پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قربِ خاص بھی عطا ہوتا ہے۔

www.khanqah.org

AT010